بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

ہفت روزہ

قادیان

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ ۶ روپے
ششماہی ۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد نمبر ۸ | ۱۳ر صلح ۱۳۳۸ھش | ۳ر جمادی الثانی ۱۳۷۹ھ | ۳۱ر دسمبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۵۲

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۹ر دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ربوہ سے تازہ اطلاع نہیں ملی۔ البتہ اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۲۵ر دسمبر دس بجے صبح تک کی رپورٹ مظہر ہے کہ

دو روز سے حضرت اقدس کو کچھ اعصابی بے چینی ہو جاتی ہے۔ ویسے عام طور پر طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ رات نیند آ گئی اس وقت عام طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ بہتر ہے۔

احباب جماعت نہایت درد و الحاح سے حضور کی شفایابی کیلئے التزام سے دعاؤں میں لگے رہیں۔ اللہ تعالےٰ حضور انور کو جلد صحت یاب فرمائے۔ اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین۔

ربوہ ۲۵ر دسمبر حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو کلائی درد کی تکلیف ابھی باقی ہے کلائی کی حرکت میں بھی ابھی کمی ہے جس کے باعث بے چینی ہو جاتی ہے احباب کرام سیدہ موصوفہ کی کامل شفایابی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ قادیان ۲۹ر دسمبر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔

محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی قادیان میں تشریف آوری

(از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ قادیان)

محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب ایک مایہ ناز سائنس دان ہیں۔ جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے ۳۳ سال کی چھوٹی سی عمر تک بہت سے اعلےٰ اعزازات حاصل کر لئے ہیں۔ گذشتہ سال آپ نے مشہور عالم انعام "ہاپکنز پرائز" جیت لیا تھا۔ ایشیاء اور ممالک دولتِ مشترکہ میں سے آپ اولین بلکہ منفرد سائنسدان ہیں۔ جنہیں امپیریل کالج آف سائنس لندن کے شعبہ ریاضیات کی صدارت کو زینت دینے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ حکومتِ ہند نے آپ کو ہندوستان کی یونیورسٹیوں میں لیکچر دینے کے لئے مدعو کیا ہے۔ چنانچہ اس پروگرام میں علی گڑھ۔ لکھنؤ۔ کلکتہ۔ پٹنہ۔ بمبئی۔ حیدر آباد دکن اور مدراس کی یونیورسٹیاں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں آل انڈیا سائنس کانگرس کے بمبئی میں ماہ جنوری میں منعقد ہونے والے اجلاسات میں بھی آپ شرکت فرمائیں گے۔ ۲۳ر دسمبر کو لاہور کے ہوائی اڈہ پر سیکرٹری پاکستان سائنس کمیشن اور بعض اور سائنس دانوں نے آپ کو رخصت کیا۔

قادیان کا پروگرام

قادیان جماعت احمدیہ کا دائمی مرکز ہے۔ ایک مخلص احمدی اس کی زیارت کے لئے تڑپتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب محترم کو ۱۹۵۸ء میں ویزا کی سہولت نہیں مل سکی تھی۔ اس دفعہ حکومت ہند نے فراخ دلی سے آپ کو سہولت بہم پہنچائی اور ہر طرح کے انتظامات اپنے ذمہ لئے۔ چنانچہ ۱۴ر دسمبر کو جناب پرنسپل صاحب سکھ نیشنل کالج قادیان و جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان کو وزارت سائنسی تحقیقات دہلی کی طرف سے ذیل کے تار موصول ہوئے۔

" عبد السلام پروفیسر امپیریل کالج لندن جن کو سائنس کانگرس میں شرکت کے لئے مدعو کیا ہوا ہے۔ ۲۵ر دسمبر کو امرتسر سے بذریعہ کار قادیان پہنچ رہے ہیں۔ رات کو قادیان میں قیام کریں گے۔ ان کے استقبال اور ان کے قیام کے انتظامات کرنے پر وزارت ممنون ہوگی۔ پروفیسر سلام کی تجویز ہے کہ انجینئرنگ کالج میں ۲۵ر کو تقریر کریں۔ مہربانی کر کے بذریعہ تار مطلع کریں کہ انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔ اخراجات وزارت ادا کرے گی"!

صدر انجمن نے اجلاس کر کے ان کے شایانِ شان انتظامات کرنے کے لئے مشورہ کیا۔ اور مکرم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے سپرد جملہ انتظامات ہوئے۔ اور تمام محلہ کی صفائی کی طرف خاص طور پر توجہ دی گئی۔ اور بیرونک بجانب گلی تعمیر خلافت سے مہمان خانہ تک کا حصہ جھنڈیوں سے سجایا گیا۔

قادیان میں آمد

محترم ڈاکٹر صاحب سے قرابت کا تعلق رکھنے کی وجہ سے خاکسار کو ایک روز پہلے امرتسر استقبال کے لئے بھجوایا گیا تھا۔ چنانچہ ۲۵ر دسمبر کو راجہ سانسی کے ہوائی اڈہ پر صبح ۹۔۳۵ پر ہوائی جہاز سے آپ دہلی سے تشریف لائے۔ حکومت کی طرف سے قیام کے لئے مسٹر بھنڈاری کے وسیع و عریض ہوٹل میں انتظام تھا۔ جہاں غیر ممالک سے آنے والے معززین کے لئے حکومت انتظام کرواتی ہے ان کی طرف سے موٹر کار کا انتظام تھا۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے قادیان کے لئے روانہ ہونے سے قبل وضو کیا اور پھر روانگی ہوئی۔ قادیان کے قریب نہر عبور کرنے پر منارۃ المسیح دھند کے باعث نظر نہ آیا تو بوجہ محبت اور جوش دریافت کیا کہ ابھی منارہ شریف نظر نہیں آیا۔ کچھ فاصلہ اور طے ہوا تو نظر آیا اور آپ نے فوراً دعا کرنی شروع کی۔

استقبال

موضع کاہنواں سے قادیان کو جو پختہ سڑک آتی ہے وہ موضع ننگل کے مشرق سے ہوتی ہوئی بیت الفکر (دار المال) کے قریب جا پہنچتی ہے۔ ادھر سے احمدیہ محلہ میں داخل ہوتے ہوئے چوک نزد تعمیر خلافت میں جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ، جناب صاحبزادہ صاحب اور تمام ناظران صدر انجمن و افسران صیغہ جات مع درویشان و طلبہ موجود تھے۔ آپ کو ہار پہنائے گئے اور تصویریں بھی لی گئیں اور اھلًا و سھلًا و مرحبا کی بلند آوازوں سے سب نے خوش آمدید کہا اور نعرہ ہائے تکبیر سے فضا گونج اٹھی۔ سب کا آپ سے خاکسار نے تعارف کرایا۔ مصافحہ ہوا۔ اور پھر مسجد اقصےٰ میں ظہر و عصر کی نمازیں ادا کیں جو آپ کے کالج میں ہونے والے لیکچر کے باعث جمع کی گئی تھیں۔

صدر آئزن ہاور کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کی پیشکش

خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدیہ جماعت تبلیغ و اشاعت اسلام کے ہر ممکن موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی سعی کرتی ہے۔ حال ہی میں جب صدر امریکہ مسٹر آئزن ہاور اپنے خیر سگالی دورہ ہند کے سلسلہ میں دہلی تشریف لائے تو دہلی میں مقیم امریکن سفیر کے ذریعہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے اسلامی لٹریچر کا ایک پیکٹ قادیان سے بھیجا گیا۔ جس کی وصولی پر وزارت امور خارجہ کی طرف سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ کے نام شکریہ کا جو مکتوب موصول ہوا اس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

امریکی سفارت خانہ
نئی دہلی۔ (انڈیا)
۲۱ر دسمبر ۱۹۵۹ء۔

پیارے احمد

صدر آئزن ہاور کی ہندوستان میں حالیہ آمد کے موقعہ پر جو آپ کی طرف سے نو کتب کا معقول ہدیہ پیش کیا گیا۔ باشندگانِ امریکہ کے نمائندہ صدر موصوف کی طرف سے مجھے نہایت خلوص سے شکریہ ادا کرنے کی اجازت دیجئے۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ صدر ان کتب کی عزت و تکریم کریں گے۔

ایک ایسی شخصیت کا جو ہمارے نزدیک امن کا نشان ہے ہندوستانیوں کی طرف سے جو نہایت گرمجوشی سے اور استثنائی طور پر دوستانہ خوش آمدید کہی گئی۔ مجھے موقعہ دیجئے کہ میں آپ کی ذات کا اور بطور خاص دیگر ہندوستانیوں کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کروں۔

آپ کا مخلص
ڈبلیو۔ کے۔ بنس۔ مشیر امور عامہ۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

کالج میں لیکچر

وزارت کو غلط فہمی ہوئی تھی کہ قادیان میں انجینئرنگ کالج ہے۔ آجکل تعلیم الاسلام کالج کی عظیم الشان عمارت سکھ نیشنل کالج کو ملی ہوئی ہے۔ اس کے پرنسپل جناب باوا ہرکشن سنگھ صاحب ہیں۔ جو سکھ قوم کے ایک مایۂ ناز لیڈر ہیں۔ اور اپنی قوم میں بہت صاحب تجربہ اور بزرگ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چند دن قبل خاکسار نے ان سے ڈاکٹر صاحب کی متوقع آمد کا ذکر کیا تھا۔ تو آپ نے بہت ہی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ایک چھوٹی سی بستی اور دور واقع مقام پر ایسی عظیم شخصیت کی آمد بہت ہی باعث مسرت ہوگی۔ اور ہم ان کی شان کے مطابق جملہ انتظامات کریں گے اور حاضرین کی کمی وغیرہ کا کسی طرح کا شکوہ نہ ہونے دیں گے۔ یہ ایک نادر موقعہ ہے جو ہمیں مفت میں حاصل ہو رہا ہے۔ اور ہم امتحان کے پروگرام میں تبدیلی کریں گے۔ اس وقت یہ خیال تھا کہ ڈاکٹر صاحب ۲۳ یا ۲۴ر کو تشریف لائیں گے۔ ۲۵ر کی اطلاع پر آپ نے اس روز کی تعطیل کو منسوخ کر دیا۔

محترم ڈاکٹر صاحب کالج میں کار سے اُترے تو جناب پرنسپل صاحب نے نہایت محبت و خلوص سے اپنے سٹاف سمیت جو دو رویہ کھڑے تھے۔ پورچ کے سامنے استقبال کیا اور تصویر کھچوائی اور اپنے ہمراہ ہال میں لے گئے جو حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کالج کی طرف سے سائیکلو سٹائل کر کے دعوت نامے معززین شہر کے علاوہ بٹالہ، گورداسپور اور امرتسر کے کالجوں میں بھی بھجوائے گئے تھے۔

جناب پرنسپل صاحب نے گرمجوشی سے بزبان پنجابی ڈاکٹر صاحب محترم کا تعارف کرایا۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر کا موضوع "برطانیہ عظمیٰ میں یونیورسٹی تعلیم تھا" ٹیکنیکل نہیں رکھا گیا تھا۔ جناب پرنسپل صاحب کا یہ کہنا بجا تھا کہ ٹیکنیکل لیکچر کو سمجھنے والے صرف معدودے چند افراد ہی ہو سکیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے ابتدائی کلمات پنجابی میں کہے اور قریباً ایک گھنٹہ انگریزی میں تقریر کی۔ جس میں کیمبرج یونیورسٹی اور لندن یونیورسٹی کی طرز تعلیم میں فرق۔ وہاں کے اساتذہ اور طلباء کا طریق تعلیم و تعلّم اور طلباء کی محنت پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر کی روانی کے علاوہ اس میں مزاح بھی تھا۔ چنانچہ کئی بار مجمع جب یہ تقریر کی دلکشی اور اس کے پُر معلومات ہونے کے باعث پورا سکوت طاری ہوتا تھا

طبقہ زاد ہوتا تھا۔ ابتداء میں معزز مقرر نے یہ بھی پیغام دیا تھا کہ ہندوستان و پاکستان دونوں ملکوں کے عوام کو ایک دوسرے کے قریب آنا چاہیئے اور اسی بارہ میں ہمیں کوشش کرنی ضروری ہے۔ تا بُعد جو قلوب میں پیدا ہوا تھا جاتا رہ سکے۔ تقریر کے اختتام پر حاضرین نے اپنی طرز پر نہایت پسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور بالآخر جناب پرنسپل صاحب نے بھی اظہار پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ یہ تقریر سن کر تو میرا بھی دل کرتا ہے کہ میں بھی انگلستان جا کر علم حاصل کروں اور یہ تعجب نہ کریں کہ میں بوڑھا ہوں بزرگوں کا کہنا ہے کہ "دیر شود بیاموز" اور مزاحاً کہا کہ معزز مہمان کی آمد کی خوشی میں کالج کے طلبہ کو سنیچر کی چھٹیاں دی جاتی ہیں۔ دلبعد امتحان کالج بند ہو رہا تھا۔

اس کے بعد کالج کی پارک میں اعلیٰ پیمانہ پر عصرانہ کا انتظام کیا گیا تھا جس میں سٹاف کے علاوہ معززین شہر کافی تعداد اور جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب (ناظر اعلیٰ) جناب صاحبزادہ صاحب۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز۔ جناب مولوی برکات احمد صاحب اور خاکسار (کل فواحمدی احباب) مدعو کئے گئے۔ ابتداء میں جناب پرنسپل صاحب نے اپنے سٹاف سے تعارف کرایا۔ بعد ازاں خاکسار نے معززین شہر سے تعارف کرایا۔ اس تقریب میں جناب پرنسپل صاحب۔ آپ کا سٹاف اور دیگر معززین معزز مہمان سے گھُل مل کے باتیں کرتے رہے اور کئی گذشتہ یادیں تازہ کرتے رہے۔

محلہ دار الفضل میں جسانا

محلہ دار الفضل میں ڈاکٹر صاحب کے تایا اور خسر حضرت مولوی غلام حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کا مکان تھا۔ وہاں آپ گئے۔ اسی مکان سے آپ کی بچپن کی کئی یادیں وابستہ تھیں۔ جناب سردار گورو دیال سنگھ صاحب (صدر میونسپلٹی قادیان) بھی ہمراہ تھے۔ اس وقت اس مکان میں مکرم سردار ہربنس سنگھ ساہنی (سابق ذیلدار ڈسکہ) کے رشتہ دار سکونت رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے جانے پر سردار صاحب موصوف گھر پر نہ تھے۔ ان کو اس کا بہت افسوس رہا کہ اس زریں موقعہ سے وہ محروم رہے۔ چنانچہ انہوں نے دوسری دفعہ مکرم ڈاکٹر صاحب کو احمدیہ محلہ میں چائے پلائی اور ملاقات کے لئے کافی وقت لیا۔

مسجد مبارک میں تقریر

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی صدارت میں محترم ڈاکٹر صاحب نے بعد نماز عشاء ایک قدرے مبسوط تقریر کی جس کے لئے لاؤڈ سپیکر کا انتظام کیا گیا تھا اور بیت الذکر میں خواتین کے لئے انتظام تھا۔ انگلستان - ریاستہائے متحدہ امریکہ اور جرمنی کے جماعت احمدیہ کے تبلیغی حالات سنائے جو نہایت ہی ایمان افزا اور حوصلہ پرور تھے۔ سوالات کا موقعہ دیا گیا اور حاضرین نے دل کھول کر تبلیغ اور سائنس سے متعلق سوالات کئے اور جوابات حاصل کئے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے درویشوں سے متعلق اپنے جذبات محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ ہماری نگاہوں میں نہایت قابل قدر ہیں اور تاریخ احمدیت میں ہمیشہ قابل قدر رہیں گے۔ اور ایک ڈچ نومسلم محمود نعیم اسلام صاحب ساکن امسٹرڈم ہالینڈ کو ان کی خواہش کے مطابق مسجد مبارک سے خط لکھا نیز اس خط کے ذریعہ موصوف کو درویشان قادیان کا سلام بھی پہنچایا۔

محترم صدر صاحب نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ورنیکلر سے بی۔ اے تک ریکارڈ توڑتے رہے ہیں۔ ایم۔ اے کے آخری امتحان سے ایک سال قبل ایک پروفیسر صاحب کی وجہ سے ایک لڑکے کو سو فیصدی نمبر دے دیئے تھے یہ کہا جا سکے کہ اگلے سال ڈاکٹر صاحب نے ریکارڈ توڑا ہے۔ ایم۔ اے میں بھی آپ کو سو فی صدی نمبر ملے اس سے زیادہ نہ مل سکتے تھے۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے بھی اپنی تقریر میں بتایا کہ مجھے حضرت صاحب کے جوبلی فنڈ کا وظیفہ ایف۔ اے سے ایم۔ اے تک ملتا رہا تھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ مجھے اس کا بدلہ دینے کی توفیق عطا ہو۔

دار المسیح میں قیام

رات کے قیام کا انتظام دار المسیح میں بیت الذکر کے ساتھ والے دالان حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کیا گیا۔ بیت الدعا وغیرہ میں آپ کو دعائیں کرنے کا موقعہ ملا۔

۲۶ر دسمبر

صبح خاکسار کے غریب خانہ پر نو درجن احباب کے ہمراہ مہمان ناشتہ پر مدعو تھے۔ یہ تقریب بھی بہت پُر لطف رہی۔ بعد ازاں آپ دوسری بار بہشتی مقبرہ تشریف لے گئے۔ اور مزار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، مزار حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ پر دعائیں کیں۔ نیز اپنے نانا جان حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ اور ان کے بھائی حضرت حکیم جمال الدین صاحب اور نانی جان خالو اور خالہ کی قبور پر دعائیں

کیں۔ بعد ازاں جناب سردار نرائن سنگھ صاحب وائس پرنسپل پنشنر کے ہاں تشریف لے گئے (یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی پر) ان کے ایک بیٹے پونا سے آئے ہوئے تھے اور ڈاکٹر صاحب کے گورنمنٹ کالج لاہور کے ہم جماعت تھے۔ اور انہوں نے مدعو کیا تھا۔ یہ تقریب گو بہت مختصر تھی۔ لیکن بہت ہی پُر مسرت تھی اور ایسی پُر محبت کہ جس کا اندازہ الفاظ میں نہیں لگایا جا سکتا۔

قادیان سے روانگی

پونے بارہ بجے گھنٹی بجنے پر احباب مہمان خانہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے اپنے معزز مہمان سے الوداعی مصافحے کئے۔ اور محترم مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے دعا کرائی اور نعروں کے درمیان بارہ بجے دوپہر موٹر روانہ ہوئی۔

قادیان میں تین دن کے لئے ضلع گورداسپور کے مڈل سکولوں کے طلبہ کا جو لیے سی سی کیمپ لگتے ہیں۔ کیمپ میجر گورنام سنگھ صاحب (سکھ نیشنل قادیان والے) کے زیر نگرانی لگا ہوا تھا۔ آج وہ نماز روزہ تھا۔ میجر صاحب نے کل ہی اصرار کیا تھا آج دوپہر ۱۲ بجے تشریف لاتے کہ جناب ڈاکٹر صاحب دار الانوار کی طرف سے گذرتے ہوئے چند منٹ کے لئے وقار عمل کا معائنہ فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں۔ یہ بچے سڑک پر مٹی ڈال رہے ہیں۔ رات کو آپ کی آمد کے متعلق کیمپ آرڈر بھی کیا گیا تھا چنانچہ وہاں آپ اُترے جناب میجر صاحب جناب سردار گورو دیال سنگھ صاحب صدر میونسپلٹی جناب سردار ست نام سنگھ صاحب میونسپل کمشنر و سب رجسٹرار بٹالہ اور جناب سردار اوجاگر سنگھ صاحب زمان نائب صدر میونسپلٹی نے استقبال کیا اور دار الحمد سے دور تک سڑک پر کام ہوتا دیکھا۔ آپ کی کئی تصاویر لی گئیں اور پھر گروپ لیڈروں سے انفراداً تعارف کرایا گیا اور ان کے ہمراہ بھی تصویر لی گئی۔ اور نوجوانوں نے ترانہ گایا اور میجر صاحب موصوف نے مختصر تقریر میں بتایا کہ یہی جناب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ہیں جن کے متعلق رات کو ایک تفصیلی کیمپ آرڈر کیا گیا تھا۔ سو آپ خطاب کریں گے۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کا کام، آپ کا عزم اور جفاکشی دیکھ کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مقاصد میں برکت دے اور انہیں پورا کرے۔ تمام بچے جو ہر سکول سے دس دس پندرہ پندرہ کی تعداد میں آئے تھے۔ اور ان کے گروپ لیڈر خوش تھے۔ اور سب نے الوداع کیا۔ اور میجر صاحب موصوف باوجود اصرار کے موٹر تک جو دور سڑک پر باقی (ملاحظہ پر)

خطبہ جمعہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی امت کی قربانیوں اور ذمہ داریوں کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے

ہمارا فرض ہے کہ ایک طرف جسم اور دل و دماغ سے تعلق رکھنے والی قربانیاں پیش کرتے رہیں اور دوسری طرف اموال سے متعلق بھی ایسی قربانی کریں جو عدیم النظیر ہو

آیت قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین کی لطیف اور پُر معارف تفسیر

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۲ر جولائی ۱۹۴۹ء بمقام پارک ہاؤس کوئٹہ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت فرمائی۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

اس کے بعد فرمایا۔

"دنیا میں ہر نبی کے آنے پر اُس کو اور اُس کی جماعت کو

مختلف قسم کی قربانیاں

کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن دوسرے نبیوں کی قربانیوں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں میں یہ فرق ہے کہ دوسرے نبیوں کی قربانیاں کسی نہ کسی جگہ پر جا کر ختم ہو گئیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کی قربانیاں قیامت تک ختم نہیں ہوں گی۔ دنیا میں اگر کسی کو ملیریا بخار آتا ہے۔ تو اسکو یہ تسلی ہوتی ہے کہ دو چار دن میں یہ بخار اتر جائے گا۔ اسے یقین ہوتا ہے۔ کہ اس تکلیف کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ اس وقت پر جا کر یہ خود بخود ختم ہو جائے گی۔ یا ٹائیفائڈ ہے یہ بے شک ایک سخت مرض ہے۔ اور لمبے عرصہ تک چلا جاتا ہے۔ لیکن بہرحال کسی نہ کسی وقت پر جا کر یہ بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ اور مریض سمجھتا ہے کہ اسے یہ بوجھ چودہ یا اکیس دن تک اٹھانا پڑے گا۔ لیکن

ایک بیماری ایسی ہوتی ہے

جو ہمیشہ ہمیش تک چلی جاتی ہے گویا کہ وہ تمام عمر کا روگ ہوتا ہے۔ مثلاً سِل۔ دِق اور دمہ کی بیماریاں ہیں ان کے متعلق انسان کو یہ امید نہیں ہوتی کہ یہ جلدی ختم ہو جائیں گی بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک مجھے یہ بیماریاں برداشت کرنا پڑیں گی۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

اور آپ کی امت کا بوجھ بھی ایسا ہے۔ جو قیامت تک کے لئے ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سوائے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے کوئی نبی بھی ایسا نہیں گذرا جس کی تعلیم ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک قائم رہی ہو زیادہ سے زیادہ عرصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کا ہے جو دو ہزار سال کے قریب رہی لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کا بوجھ صرف دو ہزار سال کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہے۔ بعض لوگوں نے اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے قیامت کو بہت نزدیک کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ

بعض احادیث کے غلط معنے

کر کے یہ کوشش کرتے رہے ہیں کہ کسی طرح یہ بوجھ ٹل جائے۔ مثلاً وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث انا والساعۃ کھاتین کے یہ معنے کرتے ہیں کہ میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح آپس میں ملے ہوئے ہیں یعنی جس طرح انگشت شہادۃ اور وسطیٰ دونوں انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ اسی طرح میں اور قیامت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر قیامت آپ کے ساتھ اسی طرح ملی ہوئی تھی تو آپ کی وفات کے فوراً بعد نہ سہی۔ دس بیس سال کے بعد آ جانی چاہیئے تھی یا پچاس سال کے بعد آ جانی چاہیئے تھی سو سال کے بعد آ جانی چاہیئے تھی۔ دو سو یا تین سو سال کے بعد آ جانی چاہیئے تھی مگر

تیرہ سو سال (۱۳۰۰)

سے اوپر عرصہ گذر گیا اور ابھی تک قیامت نہیں آئی۔ دراصل اس حدیث کا مطلب یہ تھا کہ میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نئی شریعت والا نبی نہیں آئے گا۔ میرا زمانہ اور قیامت آپس میں ملتے ہیں اور خواہ قیامت دو کروڑ سال کے بعد ہی کیوں نہ آئے۔ میرے اور اس کے درمیان کوئی اور شریعت نہیں آئے گی۔ چنانچہ وہ بات تو غلط نکلی جو عام مسلمان سمجھتے تھے۔ اور یہ بات سچی نکلی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تیرہ سو سال بعد اگر کوئی نبی آیا بھی۔ تو اس نے آ کر یہی کہا کہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوں۔ میں

آپ کے ہی خادموں میں سے ایک خادم ہوں

اور آپ کے دین کی اشاعت کے لئے آیا ہوں۔ مجھے نبوت کا انعام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کی غلامی میں ہی ملا ہے۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا۔ کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں یعنی انگشت شہادت اور وسطیٰ کی طرح آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ اُس کے محض اتنے ہی معنے تھے کہ میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ اور اگر آئے گا۔ تو ایک رنگ میں وہ میں ہی ہوں گا۔

اس کا یہ مطلب نہیں تھا

کہ میں اور قیامت آپس میں دو انگلیوں کی طرح اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ میں فوت ہوا تو قیامت واقع ہو جائے گی۔ اگر اسکے یہی معنے تھے تو آپ کی وفات کے بعد قیامت آ جانی چاہیئے تھی۔ مگر ۱۲۰۰ سال کا عرصہ گذر گیا۔ اور ابھی تک قیامت نہیں آئی بلکہ آپ کے دعوے کو چھوڑ دیا جائے تو اس پر قریباً ۱۴۰۰ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ پھر ابھی مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق مسیح اور مہدی نے بھی آنا ہے۔ لیکن قیامت کے جو آثار اور علامات بیان کی جاتی ہیں وہ ابھی موجود نہیں۔

قیامت دو ہی طرح آ سکتی ہے

اوّل اس طرح کہ دنیا کی مادی حیثیت ایسی ہو جائے۔ کہ اس میں انسان رہ نہ سکے مگر یہ تغیر ابھی تک نظر نہیں آتا۔ دوئم اس طرح کہ اس کی اقتصادی حالت ایسی ہو جائے۔ کہ اس میں کوئی آدمی نہ رہ سکے۔ اور یہ تغیر بھی ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ ایٹم بم کے متعلق جو عام شور پڑ رہا ہے وہ بھی درست نہیں۔ ایٹم بم سے چند بڑے بڑے شہروں کو ہی تباہ کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ایک ایک ایٹم بم پر دو تین کروڑ روپیہ خرچ آتا ہے اور اتنا روپیہ خرچ کرنے کے بعد وہ کونسی حکومت ہوگی جو اسے چھوٹے قصبات اور گاؤں پر پھینکنا شروع کر دے۔ یہ تو چند بڑے بڑے شہروں کو تباہ کرنے کے لئے ہی استعمال کیا جا سکتا ہے جن کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ اگر وہ شہر برباد ہو گئے تو قوم کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ یا اس قدر اقتصادی نقصان پہنچ جائے گا کہ وہ پھر اٹھ نہ سکے گی۔ ورنہ چھوٹے چھوٹے قصبات اور گاؤں ایٹم بم سے اسی طرح محفوظ ہیں۔ جیسے ہوائی جہازوں سے پھینکے جانے والے دوسرے بموں سے۔ اگر کوئی حکومت چھوٹے چھوٹے قصبات پر ایٹم بم پھینکنا شروع کر دے تو اس کا دیوالہ نکل جائے۔ غرض ابھی تک کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جو دنیا کے خاتمہ پر دلالت کرتی ہو۔ پھر اقتصادی لحاظ سے بھی یہ دنیا ابھی ہزاروں سال تک باقی رہ سکتی ہے۔ آج کل سب سے زیادہ

اہم سوال خوراک کا ہے

اور یہ کہا جاتا ہے کہ خوراک کی وجہ سے اس دنیا کا زیادہ دیر تک چلنا مشکل ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جنگ کے بعد غلہ کی قیمت گرنی شروع ہو جاتی ہے۔ پچھلی جنگ کے بعد لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ دنیا اب باقی نہیں رہ سکتی۔ اب قیامت آ جائے گی۔ اور یہ دنیا تباہ و برباد ہو جائے گی لیکن ۱۹۲۸ء اور ۱۹۲۹ء میں غلہ کی قیمت گر کر دو روپیہ فی من پر آ گئی تھی۔ اور قیمت کم اس وقت ہوتی ہے۔ جب اس کے خریدار کم ہوں۔ ۲۸-۱۹۲۹ء میں غلہ کی قیمت اتنی کم ہو گئی تھی کہ زمینداروں کے لئے حکومت کو مالیہ ادا کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔

مجھے یاد ہے

ان دنوں ایک سکھ رئیس میرے پاس آیا۔ وہ کانگرس سے ہمدردی رکھتا تھا۔ اس کے پاس بیس پچیس مربعہ زمین تھی۔ اس نے کہا کانگرس کے ساتھ ہمدردی رکھنے کی وجہ سے حکومت مجھ سے دشمنی کرتی ہے۔ آپ میری سفارش کر دیں۔ میں گندم کا ایک دانہ بھی نہیں اُگاتا سب گندم حکومت اٹھا لے مگر مجھ سے مالیہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت گندم کی قیمت کس حد تک گر گئی تھی۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کھانے والے کم ہوں۔ گذشتہ سالوں میں

جو غیر معمولی ہے ہیں

وہ عارضی حالات کا نتیجہ تھے۔ آبادی کا بہت سا حصہ ایسا تھا جو لڑائی کی وجہ سے اپنی جگہ چھوڑ کر دوسرے علاقہ میں بھاگ کر چلا گیا تھا۔ اور اس طرح اس علاقہ میں پوری طرح کاشت نہ ہو سکی۔ بہا لوگوں کے مکانات گر گئے تھے۔ اور وہ جلدا اپنے علاقوں میں دوبارہ نہ بس سکے۔ جس کی وجہ سے پوری طرح کاشت نہ ہو سکی۔ اور بھی کئی قسم کی تباہیاں آئیں۔ مثلاً بیج نہیں مل سکتے تھے جس کی وجہ سے قحط کے آثار پیدا ہو گئے۔ لیکن اب لوگ اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے ہیں۔ اور کاشت میں جو روکیں تھیں وہ دور ہو چکی ہیں۔ اس لئے اب غلہ بڑھ رہا ہے۔ لیکن قطع نظر اس کے کہ موجودہ زمین کی آمد دنیا کو پالنے کے لئے کافی ہے۔

قرآن کریم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے

اگر صحیح طور پر زمین کی طاقتوں کو استعمال کیا جائے تو چار یا پانچ سو من فی ایکڑ پیداوار ہو سکتی ہے۔ یہ بات بظاہر عجیب ہوتی ہے لیکن مجھے ایک ماہر سائنسدان نے بتایا ہے کہ زمین کے انگ جن سے غلہ پیدا ہوتا ہے پوری طرح استعمال کئے جائیں تو گندم کی آمد دو سو من فی ایکڑ تک ہو سکتی ہے۔ اور جب

دو سو من فی ایکڑ

آمد ہو سکتی ہے۔ تو چار پانچ سو من فی ایکڑ بھی ناممکن نہیں۔ اس وقت اوسط آمد آٹھ دس من فی ایکڑ سے بھی کم ہے۔ لیکن اس مقدار تک گندم کی آمد کو پہنچایا جا سکے۔ جو قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے۔ تو موجودہ دنیا اگر ۸ہم گنا اور بڑھ جائے۔ تب بھی اس کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ اور اس کے لئے کئی ہزار سال کا عرصہ درکار ہے۔ غرض خوراک کے لحاظ سے بھی دنیا موجودہ دور میں ہزاروں سال تک چل سکتی ہے۔ پس انا والساعۃ کھاتین والی حدیث کے معنے قرب قیامت کے کرنے درست نہیں۔ باقی رہا خدا تعالے کا فعل سو وہ اگر مارنا چاہتا تو

حضرت موسے علیہ السلام

کے زمانہ میں بھی ایسا کر سکتا تھا۔ بلکہ اگر وہ اس دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا تو کیا تھا۔ پس خدا تعالے ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی قربانیوں اور ذمہ واریوں کا زمانہ

قیامت تک ممتد

ہے اور ان کا کوئی دوسرا نبی اور اس کی قوم مقابلہ نہیں کر سکتی۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کی قربانیاں اور ذمہ واریاں نہ صرف سب سے زیادہ ہیں۔ بلکہ خدا تعالے نے آپ کی اور آپ کی امت کی قربانیوں اور ذمہ واریوں کی نوعیت کو بھی بدل دیا ہے۔ گویا نہ صرف زمانہ کو نامعلوم حد تک لمبا کر دیا گیا ہے بلکہ قربانیوں کی نوعیت کو بھی بدل دیا ہے۔ اسی کی طرف

یہ آیت اشارہ کرتی ہے

جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ اے میرے رسول تو لوگوں سے کہہ دے کہ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب خدا تعالے کے لئے ہیں۔ جو سب جہانوں کا رب ہے اس آیت میں گو مخاطب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن دوسرے لوگ بھی مخاطب ہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اس کے مخاطب صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتے قرآن کریم میں اللہ تعالے بار بار فرماتا ہے۔ اے میرے رسول تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ تمہاری نجات اسی بات میں ہے کہ تم

میرے کامل متبع ہو

ایک مشہور آیت یہ ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے اے میرے رسول تو ان سے کہہ دے کہ اگر تمہیں اللہ تعالے سے محبت ہے تو تم میرے پیچھے چلو۔ اور میرے اعمال کی نقل کرو۔ خدا تعالے تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ پس قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین کی آیت جیسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے ویسے ہی دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے۔ کیونکہ انہیں آپؐ کی مکمل اتباع کا حکم ہے۔

صلوٰۃ کے معنے

نماز کے ہیں۔ اور نماز ایسی چیز ہے جس کا تعلق جسم دماغ اور دل کے ساتھ ہوتا ہے پس "صلوٰۃ" اس قربانی کو کہتے ہیں جو جسم اور دل و دماغ سے تعلق رکھتی ہو۔ اور "نسیکۃ" جسم سے باہر کی قربانی کو کہتے ہیں جو انسان اپنے اموال کی صورت میں پیش کرتا ہو۔ "صلوٰۃ" میں دل و دماغ اور جسم کے ساتھ تعلق رکھنے والی قربانی کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اور "نسیکۃ" میں اموال کی قربانیوں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ خواہ وہ کسی مقصد کے ماتحت ہوں۔ یا بلا مقصد کی گئی ہوں "نسیکۃ" میں یہ عجیب بات ہے کہ بعض قربانیاں ایک خاص مقصد کے ماتحت کی جاتی ہیں۔ اور بعض بلا مقصد کی جاتی ہیں۔ مثلاً حج پر لوگ جاتے ہیں اور وہاں قربانیاں کرتے ہیں۔

حج پر جانے والوں کی تعداد

تین تین چار چار لاکھ تک جا پہنچی ہے۔ اور ہر ایک شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ قربانی کرے۔ اگر اس موقعہ پر ایک لاکھ بکرے کی قربانی بھی کی جائے تو وہ لوگ انہیں کھا نہیں سکتے۔ ایک ایک بکرے کو کھانے کے لئے پچاس پچاس آدمی چاہئیں۔ اس طرح ایک لاکھ بکروں میں سے حاجیوں کے لئے پانچ ہزار بکرا کافی ہو سکتا ہے یا زیادہ سے زیادہ دس پندرہ ہزار بکرے ان کے اپنے استعمال میں آ جائیں گے باقی سب گوشت ضائع چلا جاتا ہے۔ اسی لئے وہاں ایک کھیل سی کھیلی جاتی ہے اور وہ یہ کہ بکرا ذبح کرنے کے فوراً بعد لوگ اسے اٹھا کر لے جاتے ہیں اس کا

مطلب یہ ہوتا ہے

کہ یہاں بکرے کی کوئی قیمت نہیں۔ میں جب حج پر گیا تو میں نے خیال کیا کہ حج کا موقعہ بار بار کہاں ملتا ہے۔ اس لئے میں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالے عنہ اور دیگر عزیزان اور جماعت کی طرف سے سات آٹھ قربانیاں دیں۔ جب ہم نے بکرے ذبح کروائے تھے تو ذبح کرنے والوں کی چھری ابھی ذبیحہ کے جسم سے باہر نہیں نکلتی تھی کہ عرب آتے۔ بکرے کو ٹانگوں سے پکڑتے اور گھسیٹ کر لے جاتے اور یہ چیز صرف ہمارے ہی ساتھ نہیں تھی دوسرے سب لوگوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا تھا۔ ہر طرف قہقہے لگ رہے تھے۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ یہاں بکروں اور دنبوں کو پوچھتا ہی کون ہے۔ قصاب نے کہا آپ ایک بکرے کی چھاتی پر بیٹھ جائیے تا کہ آپ کے کھانے کے لئے ایک آدھ بکرا بچ جائے لیکن سوال یہ تھا کہ ہمیں ہی تو

گوشت کی ضرورت نہیں تھی

ہمارے وہاں کون سے واقف اور عزیز تھے جنہیں ہم نے گوشت دینا تھا۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ بلوبہ لوگ بکروں کو گھسیٹ کرنے یا لے جاتے ہیں تو لے جانے دو ہماری طرف سے تو قربانی ہو گئی۔ اسی وجہ سے بعض مخالفین اعتراض کرتے ہیں کہ حج کے موقعہ پر جب وہاں لاکھوں کی تعداد میں اکٹھے ہوتے ہیں تو جو قربانیاں کی جاتی ہیں ان کا کیا فائدہ ہے ویسے تو حج پر غرباء بھی جاتے ہیں۔ لیکن حج کے لئے حکم تو یہی ہے کہ صاحب استطاعت لوگ جائیں۔ اور ہر ایک شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ قربانی کرے لیکن اتنا گوشت کھائے گا کون؟ پھر وہاں صرف بکروں اور دنبوں کی ہی قربانی نہیں دی جاتی بلکہ بعض لوگ اونٹ بھی ذبح کرتے ہیں

حج کے موقعہ پر

گائے کی قربانی بہت کم ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ ایک دفعہ اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی تھی۔ لیکن اس کا رواج بہت کم ہے۔ اونٹ کی قربانی لوگ عام کرتے ہیں اور اونٹ کا گوشت سینکڑوں آدمیوں کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ آریوں کی طرف سے بھی یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حج کے موقعہ پر گوشت ضائع کیا جاتا ہے اور ایسے موقعہ پر کیا جاتا ہے جب لاکھوں کی تعداد میں وہاں مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں اور اُن کی آنکھوں کے سامنے یہ کام ہوتا ہے۔ اب بظاہر یہ بات بے فائدہ اور بے مقصد معلوم ہوتی ہے لیکن اسلام نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ درحقیقت دنیا میں ہزاروں کام ایسے ہوتے ہیں جو قوم کو اس لئے کرنے پڑتے ہیں کہ ان کا لیڈر کہتا ہے کہ تم ایسا کرو وہ موقعہ ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی پوچھے تم نے مجھے یہ حکم کیوں دیا اور میں ایسا کیوں کروں کیونکہ

زندہ قومیں جانتی ہیں

کہ ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانیاں کرنا ہی اصل چیز ہے اور یہ ان کے زندہ ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر ہمیشہ کے لئے مبارک تھا اس کے لئے کوئی خاص وقت برکت کا نہ تھا۔ جس وقت سے خدا تعالے نے آپ کو نبی قرار دیا تھا اسی وقت سے آپ کا جسم مبارک تھا۔ پھر صحابہ رضی کے سامنے آپ ایک دفعہ نہیں آئے کم از کم پانچوں وقت نماز کے لئے آپ باہر تشریف لاتے تھے۔ اور آپ کو نماز کے لئے وضو کرنا پڑتا تھا۔ لیکن صحابہ یہ نہیں کرتے تھے کہ آپ کے منہ کا پانی اٹھا اٹھا کر لے جائیں۔ لیکن

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر

آپؐ وضو کرنے لگے تو صحابہ آئے اور

پانی کا ایک ایک قطرہ جو گرا انہوں نے اُٹھا کر اپنے منہ اور دوسرے اعضاء پر مل لیا۔ ایک صحابی رضؓ کہتے ہیں کہ شاذ ہی کوئی قطرہ نیچے گرا ہو۔ صحابہؓ پانی لینے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے تھے اور اس طرح لڑتے تھے کہ گویا وہ ایک دوسرے کو مار ڈالیں گے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں اور ان کے مستعمل پانی میں بھی برکت تھی۔ لیکن ہم یہ نہیں مانتے کہ برکت اس دن ہی تھی پہلے نہیں تھی۔ اس دن اگر صحابہؓ نے ایسا کیا تو دنیا کو دکھانے کے لئے کیا تھا۔ اس وقت

آپؐ کے شدید ترین دشمن

آئے ہوئے تھے اور اُن میں سے ایک نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ تم آوارہ گرد لوگوں پر اعتبار کرتے ہو یہ لوگ وقت پر تمہارے کام نہیں آئیں گے وقت پر کام آنے والے وہی لوگ ہوں گے جن کا آپ سے خونی رشتہ ہے۔ اس لئے صحابہؓ اس وقت یہ دکھانا چاہتے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے قربانی کرنا تو الگ رہا ہمیں آپؐ سے اتنی محبت ہے کہ تم اس کا خیال بھی نہیں کر سکتے۔ ہم تو آپؐ کے مستعمل پانی کو بھی نیچے گرنے دینا پسند نہیں کرتے۔ تو دیکھو وہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ وہی صحابہؓ تھے اور وہی پانی جو روزانہ پانچ وقت کم سے کم وضو کرتے ہوئے صحابہؓ کے سامنے نیچے گرتا تھا۔ لیکن حدیبیہ کے موقعہ پر صحابہؓ نے

اپنی محبت کا یہ نمونہ

دکھایا کہ پانی نیچے نہیں گرنے دیا اور ثابت کر دیا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جو اُنہیں محبت ہے وہ دشمن کے واہمہ میں بھی نہیں آسکتی مگر یہاں تو ایک مقصد تھا جس کو سامنے رکھ کر صحابہؓ نے یہ کام کیا۔ لیکن بعض دفعہ ایسی قربانی بھی کی جاتی ہے جس کا بظاہر کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور قربانی کرنے والا بھی یہ نہیں جانتا کہ وہ کیوں ایسا کر رہا ہے۔ وہ صرف اتنا جانتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اور وہ اس کے حکم کی فرمانبرداری میں ایسا کر رہا ہے۔

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

مشرکین مکہ سے صلح کر لی

جس کی وجہ سے صحابہؓ کے اندر اس قدر بے چینی پیدا ہو گئی کہ حضرت عمرؓ جیسا آدمی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالےٰ نے آپ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم طواف کعبہ کریں گے یا کیا اسلام کے لئے غلبہ مقدر نہیں تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر ہم نے دب کر صلح کیوں کر لی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک خدا تعالےٰ نے وعدہ کیا تھا کہ ہم طواف کریں گے مگر یہ نہیں تھا کہ اسی سال کریں گے۔ صحابہؓ پر

اس صدمہ کا اتنا اثر تھا

کہ اس کی برداشت ان کے لئے ناممکن ہو گئی تھی۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ قربانیاں یہیں ذبح کر دو تو یہ بات انہیں عجیب سی معلوم ہوئی وہ سمجھتے تھے کہ قربانی تو مکے میں ہوتی تھی اور پھر عمرہ یا حج کے بعد ہوتی تھی۔ اور جب ہم مکہ گئے نہیں خانہ کعبہ کا طواف کیا نہیں یا ہم نے عمرہ یا حج کیا نہیں۔ تو پھر یہ قربانی کیسی۔ اسی لئے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قربانیاں یہیں ذبح کر دو تو انہوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے

آپؐ کی عادت تھی

کہ جب کسی بنا پر آپؐ ناراض ہو جاتے اور طبیعت میں جوش آ جاتا تو اپنی بیویوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے تمہارے بھائیوں یا تمہاری قوم نے ایسا کیا ہے۔ اُس وقت اپنی طرف قوم کی نسبت نہ فرماتے۔ غرض آپؐ اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنی بیوی سے فرمایا آج تیری قوم کو

میں نے یہ حکم دیا تھا

کہ قربانیاں یہیں ذبح کر دو۔ مگر وہ اپنی جگہوں سے اُٹھے نہیں اور ان پر میری آواز کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ اتنی قربانیاں کرنے کے بعد یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آپؐ حکم دیں اور صحابہ جان بوجھ کر اس کی نافرمانی کریں۔ انہوں نے محبت کی کمی کی وجہ سے ایسا نہیں کیا بلکہ صدمہ کا ان پر اس قدر اثر ہے کہ وہ اپنے ہواس میں نہیں ہیں۔ وہ یہ اُمیدیں لے کر آئے تھے کہ ہم دس بارہ سال کے بعد مکہ جائیں گے۔ عمرہ یا حج کریں گے۔ اور اپنے دلوں کو ٹھنڈا کریں گے۔ انہیں یہ گمان بھی نہیں تھا کہ اُن کے راستہ میں کوئی روک پیدا ہو جائے گی۔ آپ نے مشرکین مکہ سے صلح کر لی۔ جس کی وجہ سے اُنہیں صدمہ پہنچا۔ پس آپ کے حکم پر اُن کا قربانی کرنے کے لئے تیار نہ ہونا ایمان کی کمزوری کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اس صدمہ کے اثر کی وجہ سے ہے۔ آپ سیدھے جا کر اپنی قربانی کو ذبح کرنا شروع کر دیجئے۔ صحابہؓ کو کچھ نہ کہیں۔ پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا بہت اچھا

آپ نے نیزہ ہاتھ میں لے لیا

اور صحابہؓ کی طرف کوئی توجہ کئے بغیر سیدھے اپنی قربانی کی طرف گئے۔ آپؐ کا اونٹ کو نیزہ مارنا تھا کہ صحابہؓ پاگلوں کی طرح اپنی جگہوں سے اُٹھے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے۔ کچھ صحابہؓ آپ کی مدد کرنے لگ گئے اور کچھ اپنی قربانیاں ذبح کرنے لگ گئے۔ اس وقت صحابہؓ میں اس قدر جوش پایا جاتا تھا کہ وہ ایک دوسرے سے تلواریں چھینتے تھے اور ان میں سے ہر ایک کی یہ کوشش تھی کہ میں دوسرے سے پہلے قربانی ذبح کروں اور تھوڑی دیر میں اُنہوں نے سب قربانیاں ذبح کر دیں۔

یہ قربانی بظاہر بے معنی تھی

صحابہؓ مکہ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف نہیں کیا تھا۔ انہوں نے عمرہ یا حج نہیں کیا تھا۔ مگر پھر بھی اُن سے قربانیاں کروائی گئیں کیونکہ خدا تعالےٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ کسی جگہ کو بالذات تقدیس حاصل نہیں ہوتی۔ خدا تعالےٰ جس جگہ کو مقدم قرار دے دیتا ہے وہی مقدس بن جاتی ہے۔ ایک اردو شاعر نے کہا ہے ؎

جدھر بیٹھے وہ قبلہ اُدھر طواف کریں

یعنی ہم تو اپنے معشوق کے دیوانے ہیں۔ اور ہمارا قبلہ ہمارا معشوق ہے۔ جہاں وہ بیٹھے ہم طواف کر لیں گے۔ گویا اللہ تعالےٰ نے صلح حدیبیہ کے واقع میں مسلمانوں کو یہ سبق دیا کہ بے شک خانہ کعبہ ایک مقدس ترین مقام ہے جس کا طواف کیا جاتا ہے مگر اس کو تمہارے خدا نے ہی مقدس بنایا ہے۔ اگر لوگ تمہیں وہاں نہیں جانے دیتے تمہیں راستہ میں روک لیتے ہیں۔ تو جہاں وہ روک دیتے ہیں وہیں قربانی کر دو۔ کیونکہ وہی جگہ خدا تعالےٰ کا گھر ہے۔ غرض بظاہر یہ ایک بے مصرف قربانی تھی۔ ایک "نسیکہ" تھی۔ جو صحابہؓ نے بیسیوں دفعہ بعد میں کی۔ لیکن اپنے اندر ایسی شان رکھتی تھی کہ دوسری قربانیاں اس کے سامنے ہیچ ہیں۔

مکہ فتح ہوا

اور بعض صحابہؓ نے بیس بیس تیس تیس حج کئے اور قربانیاں بھی کیں۔ لیکن روحانیت سے دیکھنے والی آنکھ جانتی ہے کہ وہ قربانیاں صلح حدیبیہ والی قربانی کے سامنے کچھ قیمت نہیں رکھتیں۔ کیونکہ وہاں خدا تعالےٰ خود اُتر آیا تھا۔ اور خدا تعالےٰ کے سامنے جو قربانی کی جائے اس کے سامنے دوسری قربانیاں حیثیت ہی کیا رکھتی ہیں۔ وہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خدا تعالےٰ نے خود جلوہ افروز ہوا اور اس نے خود جلوہ فرما کر مشرکین مکہ کو بتا دیا کہ تم کہتے ہو خانہ کعبہ ہمارا ہے۔ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو وہاں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ سو ہم عارضی طور پر اسے تمہارا ہی سمجھ لیتے ہیں۔ اور اپنا گھر اس جگہ کو قرار دے دیتے ہیں جہاں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی اترے ہوئے ہیں۔ غرض بظاہر یہ ایک بے حقیقت قربانی تھی۔ لیکن

کتنا فلسفہ ہے

جو اس میں پایا جاتا ہے۔ یہی قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمت اگر ایک جسم اور دل اور دماغ سے تعلق رکھنے والی قربانیاں پیش کرتی ہے۔ تو دوسری طرف وہ نسیکہ یعنی اموال سے تعلق رکھنے والی قربانی جو خواہ

کسی مقصد

کے ماتحت ہو یا بلا مقصد ہو پیش کرتی ہے اور اس میں کوئی دوسرا نبی اور اس کی قوم آپؐ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

(الفضل مورخہ ۱۲/۱۶ ۵۹)

درخواست دعا

احباب جماعت سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ خدمت دین کی بڑھ چڑھ کر توفیق پانے اور مالی مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد ابراہیم خلیل سابق مبلغ افریقہ

قادیان میں مجلس انصار اللہ (بھارت) کا پہلا سالانہ جلسہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے ممبران میں خدمت دین کی روح کو تازہ رکھنے اور دینی امور میں مفید وجود بننے کے لئے جماعت کے افراد کو چار حصوں میں تقسیم فرما رکھا ہے۔ اور ہر حصہ کے ذمہ الگ الگ دینی کام لگائے گئے ہیں چنانچہ جماعت احمدیہ کا وہ بچہ جس کی عمر سات سال سے چودہ سال ہے وہ مجلس اطفال الاحمدیہ کا ممبر ہے۔ اور پندرہ سال سے ۴۰ سال کی عمر کا نوجوان مجلس خدام الاحمدیہ کا ممبر ہے۔ جبکہ چالیس سال کی عمر پر وہ مجلس انصار اللہ کا ممبر سمجھا جاتا ہے۔ مستورات کے لئے حضور نے لجنہ اماء اللہ اور چھوٹی بچیوں کے لئے ناصرات الاحمدیہ کی مجالس کی منظوری دے رکھی ہے۔ ہر مجلس کے ہفتہ وار ماہوار اور سالانہ جلسے ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بھارت کے انصار اللہ کے سالانہ جلسوں کا اجراء اس سال جماعت احمدیہ کے اڑسٹھویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہوا۔ چنانچہ مورخہ ۱۸ر دسمبر بروز جمعۃ المبارک مسجد مبارک میں بعد نماز فجر انصار اللہ بھارت کا پہلا سالانہ جلسہ زیر صدارت جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم حکیم محمد دین صاحب مبلغ حیدر آباد نے کی۔ بعدہٗ محترم جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے انصار اللہ کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد کلام محمود سے ایک نظم مکرم افضل الٰہی خاں صاحب درویش قادیان نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ بعدہٗ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب نے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ کا اس موقعہ کے لئے مرسلہ پیغام پڑھ کر سنایا جو دوسری جگہ درج کیا گیا ہے۔

تیسرے نمبر پر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ کلکتہ نے آیت قرآنی (ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد۔۔۔۔) کی تفسیر ۔۔۔ اس سے قبل کی پیشگوئیاں کا درس دیا۔ بعدہٗ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مولوی فاضل مبلغ سلسلہ نے حدیث قدسی" فرائض کے بعد نوافل کی ادائیگی کے نتیجہ میں تقرب الی اللہ کا حصول" کا درس دیا۔

پانچویں نمبر پر مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نے شہادت القرآن سے جلسہ سالانہ پر آنے والوں کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زریں نصائح پڑھ کر سنائیں۔ نیز ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دعا کے بارہ میں بھی ایک اقتباس سنایا۔

اس کے بعد مکرم سید محمد شریف صاحب درویش قادیان نے سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی منظوم کلام "تحریک دعا بے خاص" پڑھ کر سنائی۔ جس سے حاضرین پر غیر معمولی رقت طاری ہو گئی۔ اور سب نیز لب اپنے محبوب امام کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے درد دل سے دعاؤں میں لگ رہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

بعدہٗ ذکر حبیب کے موضوع پر پہلے نمبر پر حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی نے جلسہ مذاہب عالم کے موقعہ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی" مضمون بالا رہا" کے پورا ہونے کا چشم دید واقعہ بیان کیا۔

دوسرے نمبر پر محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اپنے قادیان میں آنے اور مدرسہ میں تعلیم کی غرض سے داخل ہونے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ازراہ شفقت آپ کا خاص وظیفہ جاری کئے جانے کی سفارش پر مشتمل روایت بیان کی۔

تیسرے نمبر پر حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے بھی ایک روایت بیان کی۔ اسی طرح جناب ڈاکٹر عبد الغنی صاحب کڑک اور شیخ عبد العزیز صاحب نے باری باری ایک ایک روایت بیان کی جو سامعین کے لئے ازدیاد ایقان و العقیدہ اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوئی۔

ذکر حبیب کے پروگرام کے بعد محترم صاحب صدر نے بھارت میں ناظم انصار اللہ کا انتخاب کر دیا۔

آخر میں جناب صدر جلسہ نے تمام حاضرین کو کھڑے ہو کر وہ تاریخی عہد دہرانے کے لئے کہا جس کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سنہ سال خدام الاحمدیہ ربوہ کے سالانہ اجتماع پر ہر ایسے اجتماع پر دہرائے جانے کا ارشاد فرمایا۔ اس طرح عہد دہرانے کے بعد محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے اجتماعی دعا کرائی اور یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ مسجد مبارک سامعین سے بھری ہوئی تھی اور سب نے اسکی تمام کارروائی میں دلچسپی لی۔ فالحمد للہ ذالک۔

مجلس انصار اللہ بھارت کے پہلے سالانہ اجتماع پر

بھارت کے انصار اللہ کے نام

محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ کا

پیغام!

قادیان ۲۹ر دسمبر۔ مورخہ ۱۸ر دسمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز فجر مسجد مبارک میں بھارت کے ممبران مجلس انصار اللہ کا پہلا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ نے ایک خاص پیغام ارسال فرمایا تھا جسے جناب چوہدری ظہور احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ پیغام کا اصل متن درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بھارت کے انصار بھائیو! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ہم سب کی یہ خواہش ہے کہ اسی سال سے جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر انصار اللہ کے سالانہ اجتماع کی بنیاد رکھ دی جائے امید ہے کہ آپ اپنی جوان ہمتوں اور عزم مقبلانہ کے ساتھ اس کی داغ بیل ڈالیں گے خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ۔

انسانی ذہن اور روحانیت چالیس سال کی عمر میں اپنے کمال کو پہنچتی ہے اور اس کا نام جوانی ہے۔ پس انصار "جوانوں کے جوان" ہیں اور ان کا فرض ہے کہ وہ اپنی جوان ہمت، جوان عزم، جوان ذہن اور جوان روحانیت کے ساتھ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں لگے رہیں۔ اور جن سے ان کا واسطہ پڑے (اور ہمیشوں سے ان کا واسطہ پڑتے رہنا چاہیئے) وہ یہ محسوس کریں کہ یہی ہمارے سچے خیر خواہ اور ہمارے سچے ہمدرد ہیں۔ یہی مومنانہ کردار ہے جس کے نتیجہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہر گھر پر لہرائے گا۔ خدا تعالیٰ ہمیں بھی اور آپ کو بھی اسکی توفیق عطا کرے۔ آمین

(دستخط صاحبزادہ) مرزا ناصر احمد (صاحب)

۵۹-۱۲-۱۲ صدر مجلس انصار اللہ۔

تاریخ وفات

حضرت بابو فقیر علی صاحب رضی اللہ عنہ سابق سٹیشن ماسٹر قادیان۔

:۔(از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)۔:

ہزاروں رحمتیں نازل ہوا کرتی رہیں | خدائے پاک کی جانب سے اے فقیر علی
کہ آپ پاک مسیح محمدی کے حضور | بعہد خلوص تھے پیشتر از نصف صدی
کیا ہے لخت جگر اپنا آپ نے قربان | باتباع خلیل[1] و محمد مدنی
نماز، روزہ، انفاق مال، دعوت حق | انہی میں آپ کی عمر عزیز ہے گذری
بہ حب "احمد مغفور" ہو گئے (۱۳۷۹ھ) | تو سال فوت اسی نام میں ملا مخفی
ندا سروش نے اکمل کو دی "ہوا مغفور" (۱۳۳۸ش) | کہ ہے یہ سال وفات ان کا ہجری شمسی

دعا ہے اکمل مہجور کی خدا سے یہی
بڑھیں بہشت میں درجے ترے فقیر علی

[1] مراد حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علی مرحوم رئیس التبلیغ افریقہ

قادیان میں احمدی خواتین کا جلسہ سالانہ

قادیان ۱۹ر دسمبر۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ قادیان میں جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں سالانہ جلسہ بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ جلسہ کی جس قدر رپورٹ گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے اس کا تعلق زیادہ تر مردانہ جلسہ سے تھا۔ لیکن جیسا کہ احباب کو علم ہے جماعت کے جلسہ سالانہ کے مبارک موقعہ پر پردہ کی رعایت کے ساتھ خواتین کے لئے بھی جلسہ کا علیحدہ انتظام ہوا کرتا ہے۔ اور حسب سابق امسال بھی جناب مولوی عبد المغنی صاحب مرحوم و مغفور کے مکان کے وسیع صحن میں زنانہ جلسہ گاہ تیار کی گئی تھی۔ اور مردانہ جلسہ کی جملہ تقاریر بذریعہ لاؤڈ سپیکر اس جگہ سنائی جاتی رہیں۔ لیکن مورخہ ۱۵۔ ۱۶ر دسمبر کو خواتین کے دو علیحدہ اجلاسات کا پروگرام بھی تھا جس میں احمدی خواتین ہی نے زیادہ تر مستورات سے متعلق مسائل پر تقاریر کیں۔ یہ خوشی کا مقام ہے کہ جلسہ کے سہ روزہ اجلاسات میں روزانہ [illegible] بہت سی غیر مسلم مستورات بھی تشریف لاتی رہیں۔ اور دلچسپی سے تقاریر سنتی رہیں۔ ہندی، اردو اور انگریزی کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

خواتین کے ہر دو علیحدہ اجلاسات کی مختصر سی رپورٹ درج ذیل ہے:۔

خواتین کا پہلا اجلاس بتاریخ ۱۵ر دسمبر ۱۹۵۹ء

قادیان ۱۵ر دسمبر۔ قادیان میں احمدی خواتین کے جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس زیر صدارت محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ بوقت ۲ ½ بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترمہ خورشید بیگم صاحبہ نے "اسلام میں پردے کی اہمیت" اور اس کے متعلق چند مزید باتیں" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے بتایا کہ پردہ یا حجاب جس کا حکم قرآن میں دیا گیا ہے عین انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ آیت حجاب کی تشریح و تفصیل کے ساتھ آپ نے تقویٰ اور پردہ کے تعلق پر بھی روشنی ڈالی۔ اور یہ بھی واضح کیا کہ تاریخ شاہد ہے کہ پردہ کسی بھی اعلیٰ کارنامے کے سرانجام دینے میں روک ثابت نہیں ہوا۔ عقل جہاں اس بات کو مانتی ہے کہ ضرورت و حالات کے مطابق کسی جزو کا بغیر پردہ کے رکھنا جائز ہے وہاں یہ اس بات کی بھی تلقین کرتی ہے کہ بغیر کسی معقول وجہ کے ایسا کرنا سراسر گناہ ہے۔

مسلمانوں کے موجودہ برائے نام پردہ پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ بعول اسلام نے شروع سے ہی مرد و عورت کا مصافحہ منع کیا تھا۔ سوسائٹی کے اخلاق کی بلندی کا ضامن صرف اور صرف پردہ ہی ہے۔

ہمارا مذہب اسلام

بعدہٗ عزیزہ حلیمہ بشریٰ بقاپوری متعلمہ جماعت نہم قادیان نے "ہمارا مذہب اسلام" پر تقریر کی۔ عزیزہ نے اسباب پر روشنی ڈالی کہ صرف اسلام ہی عالمگیر صلح و آشتی کا پیغام دیتا ہے۔ کیونکہ اس کا خدا تمام قوموں، تمام زمانوں کا خدا ہے۔ اس میں نہ رنگ کا امتیاز ہے۔ نہ بڑائی کا اور نہ دولت کا۔ سب کالے گورے امیر و غریب ایک ہی درجہ رکھتے ہیں۔ عورت و مرد کو برابر حقوق و فرائض حاصل ہیں۔ اسلام سب سے اعلیٰ مذہب ہے کیونکہ اس کا رسول سب رسولوں سے افضل ہے۔ جس کا پاک نمونہ زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی راہنمائی کرتا ہے۔ اس کی کتاب سب کتابوں سے اکمل ہے۔ اس کا خدا زندہ خدا ہے ہر زمانہ میں عظیم الشان نشانات کے ساتھ اپنے وجود کا ثبوت دیتا ہے۔ اس کے ثبوت میں عزیزہ نے قادیان کی مقدس بستی میں پیدا ہونے والے اس زمانہ کے مصلح اور ریفارمر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود اور آپ کی پاک جماعت کے عالمگیر صلح و آشتی کے لئے بے نظیر کام کا ذکر کیا۔

بعد ازاں محترمہ عائشہ صاحبہ اہلیہ یوسف الدین صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے متعلق ایک دعائیہ نظم پڑھی۔ اس کے بعد محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری نے "احمدی مستورات کے فرائض" پر تقریر کی۔ سب سے پہلے آپ نے اسلام سے قبل عورت کی گری ہوئی حالت کا نقشہ کھینچا۔ اور پھر بتایا کہ اس روحانی، دماغی اور تمدنی لحاظ سے گری ہوئی ہستی کو بلند کرنے کا سہرا صرف اسلام ہی کے سر ہے۔ اسلام نے عورت کو قوم کا معمار بنایا ہے۔ لیکن ایسی عورت کو نہیں جو خود اعلیٰ تعلیم دینی و دنیاوی، اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ روحانی زیور سے بہرہ ور نہیں۔ آپ نے کہا آج ہمارا یہ اولین فرض ہے کہ ہم اپنے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا کریں۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔ اور ہر عمل میں بہتر نمونہ دکھائیں۔ احکام عبادت کو خلوص و عاجزی سے بجا لانا ہی خدا تعالیٰ کے رحم و کرم کو جوش میں لاتا ہے۔ اور جب یہ جوش میں آجائیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت بھی اس کو روک نہیں سکتی۔ مزید برآں صرف احکام عبادت ہی نہیں بلکہ محاسبہ اعمال و اخلاق (خواہ وہ دیکھنے میں بالکل معمولی معلوم ہوں) اور روحانی ترقی کے لئے قربانیاں بھی ضروری ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنے دین کے لئے بیداری پیدا کرنی چاہیئے کیونکہ ہماری ذمہ داریاں دنیا دار عورتوں سے بہت زیادہ ہیں جب وہ یکطرفہ ذمہ داریوں کے لئے اتنی کوشاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا نہایت ضروری ہے کہ ہم اعلیٰ ترین مقصد کو حاصل کریں۔

"سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم"

اس کے بعد محترمہ عزیزہ امۃ اللطیف متعلمہ جماعت نہم قادیان نے "سیرت آنحضرت صلعم" کے موضوع پر تقریر کی۔ بتایا کہ آپ کی قربانی کی روح نے صحابہؓ کو بھی ویسا ہی بنا دیا۔ بیویوں کے ساتھ آپ کا حسن سلوک بے نظیر تھا۔ بیٹیوں اور غلاموں کے ساتھ جو رحماؤ آپ کا تھا وہ بے مثال تھا۔ صحابہؓ کے ساتھ آپ کا برتاؤ بالکل دوستانہ تھا۔

سو ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ ہمارے سامنے اتنا اعلیٰ اور اخلاق فاضلہ کا نمونہ موجود ہے۔ ضرورت صرف اس کو اپنانے کی ہے۔

بعد ازاں عزیزہ فیروزہ بیگم نے "مسلم خواتین کے کارنامے" پر تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ مردوں کے دوش بدوش مسلمان عورتوں کے کارناموں سے اسلامی تاریخ منور ہے۔ اعتقادی و عملی دونوں دائروں میں انہوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یکے بعد دیگرے جنگ و امن میں عورتوں کے اعلیٰ کاموں کو بیان کیا۔

دوسرا اجلاس بتاریخ ۱۶ر دسمبر ۱۹۵۹ء

خواتین کا دوسرا اجلاس دس بجے صبح تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ صدارت کے فرائض محترمہ اہلیہ صاحبہ میاں عطاء اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی نے سرانجام دیئے۔ بعد نظم جو فیروزہ بیگم نے پڑھی محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے تقریر کی۔ جس میں انہوں نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ دنیا کی ہر شے خدا تعالیٰ نے حکمت کے ماتحت پیدا کی ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس دنیا کی زندگی کے لئے مختلف چیزیں پیدا کی ہیں وہاں اس نے اس کی روحانی زندگی کا بھی خیال رکھا ہے۔ ہر زمانہ میں وہ انبیاء کے ذریعہ اپنے بندوں کو روحانی غذا پہنچاتا رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمانہ کی حالت کے مطابق خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا اور ان کی تائید کے لئے ہزارہا نشانات دکھلائے۔ آپ کے مخالفین و معاندین ناکام و نامراد ہوئے۔ اس وقت قریباً ہر ملک میں آپ کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ ایک گمنام شخص کا چند ہی سالوں میں اتنی شہرت حاصل کرنا ایک خدائی نشان ہے۔

تربیت اولاد

بعدہٗ مس نعیمہ شاہنواز صاحبہ نے تربیت اولاد پر علم نفسیات کی روشنی میں تقریر کی۔ آپ نے کہا اس سلسلہ میں سب سے پہلے بچوں کی نفسیات کا جاننا نہایت ضروری ہے ورنہ بچے کی صحیح تربیت ناممکن ہے۔ عام طور پر بچوں کو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے سے روکا جاتا ہے لیکن اور بچوں کے ساتھ بچہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ روشن خیالی اور تعاون کا سبق سیکھتا ہے۔ کھیل نہ صرف صحت کے لئے ضروری ہے بلکہ اس سے عادات و اطوار بھی اس سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ بچے ہمیشہ ماں باپ کی نقل کرتے ہیں۔ تجربہ بھی اس کو صحیح ثابت کرتا ہے۔ اس لئے بچوں کو بات بات پر ٹوکنے کی بجائے بہتر یہ ہوگا کہ خود ہم اپنے رویہ کا امتحان لیں۔ آپ نے کہا۔ جرائم جو گویا ذہنی بیماریاں ہیں مار پیٹ اور سزا سے دور نہیں ہو سکتے۔ بلکہ بچوں کے احساسات و جذبات کا خیال رکھ کر ان سے اچھا سلوک کرنے سے یہ بیماریاں ابتداء ہی سے دور کی جا سکتی ہیں۔ بچے کو پیار سے سمجھانا کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔ مار پیٹ سے کہیں زیادہ [illegible] کا حامل ہو سکتا ہے۔

بیویوں میں عام طور پر سے [illegible] بہت بڑا عیب کے آنے پر حاسد ہو جاتے ہیں۔ یہ [illegible] حسد خطرناک صورت بھی اختیار کر سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنے بچے کو نئے بچے کے متعلق پہلے [illegible] زیادہ توجہ اور پیار سے رکھا جائے۔ نیز [illegible] تشدد اور جبر ان کو ہر رنگ میں باغی بنا دیتا ہے۔ خواہ یہ جبر و تشدد والدین کی طرف سے ہو خواہ [illegible] کی طرف سے۔ گھر کا ماحول ایسا [illegible] چاہیئے کہ وہ اس میں دلچسپی [illegible]۔ تقریر کے آخر میں آپ نے [illegible] کو

خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ چونکہ قوم کے معمار ہیں۔ اس لئے آپ کو ہمیشہ اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ قوم کی بنیاد بچہ کی تربیت صحیح صورت میں ملحوظ ہو۔ اور یاد رکھیئے۔ اگر بنیادی اینٹ ٹیڑھی ہوتی تو جو عمارت اس پر کھڑی ہوگی وہ یقیناً سیدھی نہیں رہ سکتی۔ اور نہ ہی اس سے پائیداری اور مضبوطی کی توقع ممکن ہے۔

اس کے بعد محترمہ عائشہ صاحبہ یوسف الدین صاحب نے قادیان پر نظم پڑھی بعدہٗ محترمہ صاحبزادی امتہ الرشید صاحبہ نے مستورات کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

آپ دعا کریں کہ خدا تعالےٰ ایسے سامان پیدا کرے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی قادیان آئیں۔ آج کے دن پرانی یادیں دل کو تڑپا دیتی ہیں اور ایک نیا یقین اور نیا ایمان پیدا ہوتا ہے۔" آپ نے کہا:۔ خدا تعالےٰ کے وعدے پورے ہو کر رہیں گے۔ بشرطیکہ ہم بھی اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا جائزہ لیں۔ کیونکہ ہم نے احمدیت کو قبول کرتے ہوئے وعدہ کیا ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں ایک پاکیزہ انقلاب پیدا کریں گے۔ لیکن ہم بہت کوتاہ اندیش اور کمزور ہیں۔ ہمارا فرض تھا کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا کرتے ہوئے اپنے اس وعدہ کو نبھائیں۔ لیکن تقسیم کے بعد ہم نے صحیح معنوں میں ایسا نہیں کیا۔ ہم پہ مادیت غالب نہیں ہونی چاہیئے احمدیت کے پودے کی صحیح طور پر نگہداشت کے لئے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو صحیح معنوں میں پورا کرنے کے لئے ہمیں تقوےٰ و طہارت کی زندگی گذارنا لازم ہے۔ ایسی انتھک کوشش کے ساتھ ساتھ خدا تعالےٰ سے دعا بھی کرتے رہنا چاہیئے۔ کہ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق ملے۔ اور خدا تعالےٰ کے وعدے جلد سے جلد پورے ہوں۔

بعد ازاں محترمہ رشیدہ بشیر صاحبہ ربوہ نے نظم پڑھی۔

"حیاتِ دارین"

پھر محترمہ عائشہ یوسف الدین صاحبہ نے مجمع کو "حیاتِ دارین" پر خطاب کیا آپ نے بتایا کہ اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ خدا تعالےٰ تک پہنچنے کے لئے بہت سے راستے ہیں۔ تو یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ ہر عقلمند انسان وہ راستہ اختیار کرتا ہے جو کہ مختصر ترین ہو۔ آج کل لوگ مذہب کا نام سن کر یہ کہتے ہیں کہ یہ پرانی باتیں ہیں چھوڑو ان کو۔ دُنیا کا خیال ہے کہ دین رکھو یا دُنیا رکھو۔ حالانکہ یہ مشکل نہیں کہ دنیا کے ساتھ ساتھ دین بھی رکھا جا سکے۔ دین بزرگوں کے لئے مخصوص خیال کیا جاتا ہے۔ بڑی بات ہوئی تو ملبوس وغیرہ میں سیلے وغیرہ سمجھ کر چلے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم خود تو اس دُنیا میں آتے نہیں۔ ہزاروں ذرائع کا بوجھ ہمارے سر ہے۔ آنے والے اور جانے والے چلے جائیں گے۔ ہمارے بوجھ و معاملات حل ہونے کو رہ جائیں گے ان کو نبھانے کے لئے ہمیں سوچنا چاہیئے ان کو کیسے حل کریں۔ ہم کبھی یہ نہیں سوچتے کہ کس طرح زندگی کی ایک سکیم بنانی چاہیئے۔ سورۃ التین میں خدا تعالےٰ نے انسان کو احسن تقویم پر پیدا کرنے کا ذکر کیا ہے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اس بلند مقام کو سمجھے۔ اسفل سافلین ہوتے ہیں دیر نہیں لگتی۔ لیکن اگر ہم ایمان و عمل صالح کو جانیں اور پہچانیں تو زندگی بالکل آسان ہو جائے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ روح و مادہ علیحدہ نہیں کئے جا سکتے دونوں کام کرنے پڑتے ہیں ہمیں احساس کمتری نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہم مزدور ہیں روحانی مزدور۔ ہمیں دنیا کے کیڑے نہیں بننا چاہیئے۔ ہمیں ضرورت صرف ایک بات کی ہے اور وہ ہے ایمان کامل۔ اللہ تعالےٰ ہی ایک ہستی ہے جس کے پاس ہر ضرورت کے وقت جانا چاہیئے۔ تقریر کے آخر میں آپ نے بعض باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ ہم قرآن پر نہ صرف ایمان رکھیں بلکہ اس کو سمجھ کر پڑھیں اسی طرح ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت کی توفیق دی اور خاص طور پر جلسہ کے ایام میں مرکز احمدیت میں خالص روحانی زندگی کا لطف اٹھا سکتے ہیں اسی طرح آپ نے مالی قربانیوں کی طرف بھی توجہ دلائی۔

بعدہٗ محترمہ سیدہ امتہ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان نے مستورات کو خطاب فرمایا۔ آپ نے جلسے کے روحانی اجتماع پر اظہار تشکر کیا اور جلسہ کے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کے مختلف فوائد پر تبصرہ کیا۔ اور فرمایا اس سے روحانی رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔ احمدیت کی ترقی کی راہیں کھلتی ہیں۔ اجتماعی دعاؤں کا موقع میسر آتا ہے۔ خاص دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کا غیر معمولی فضل نازل ہوتا ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے اور ہمارے بچوں کے اس جلسہ کو ایسا بنانے کے بغیر ہمارا مقصد روحانی کیسے پورا ہو سکتا؟ ابھی تک ہم نے اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ محترمہ صدر صاحبہ نے فرمایا ہماری منزل دور ہے سو ہمیں اپنے قدم تیز کرنے چاہئیں۔ آئندہ نسلوں کو ایسا بنائیں کہ وہ ہم سے بہتر ہوں۔ خدا اور رسول کا عشق، احکام عبادت کی پابندی، احکام اسلام کی اطاعت، اور مالی و جانی قربانی وغیرہ کی روح پیدا کریں۔ ٹھیک ہے کہ عورتوں نے بہت سی قربانیاں دکھائی ہیں لیکن اسلام و احمدیت کے عالمگیر غلبہ کے لئے ابھی اور کئی قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس بلند مقصد کو پیش نظر رکھیں —— ہم کس قدر خوش نصیب ہیں کہ ہمیں ایک موعود خلیفہ کا مبارک زمانہ دیکھنا نصیب ہوا۔ اور آپ کی پاک جماعت میں شمولیت کی توفیق حاصل ہوئی۔ پس ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے زیادہ اخلاص محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ تا احمدیت سے وابستہ خاص فضلوں سے حصہ پائیں۔ اس طرح دعا کی تحریک اور مستورات کے شکریہ و اجتماعی دعا کے بعد زنانہ جلسہ کا پروگرام ختم ہوا۔

فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

لیفٹیننٹ کرنل سردار سرائن سنگھ صاحب قادیان میں

لیفٹیننٹ کرنل سردار سرائن سنگھ صاحب شوٹلی ضلع جالندھر جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان کی خاص دعوت پر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یعنی ۱۵ر دسمبر کو قادیان تشریف لائے۔ اور تین دن اسی جگہ قیام فرمایا۔ آپ روزانہ جلسہ کے پروگرام میں شامل ہوتے۔ اور جملہ تقاریر کو بصد شوق سنتے رہے۔ منتظمین جلسہ کی درخواست پر آپ نے مورخہ ۱۷ر دسمبر کی رات کو مسجد اقصےٰ میں منعقدہ ایک جلسہ کی صدارت فرمائی۔ اس جلسہ کو مکرم قریشی فیروز محی الدین صاحب سابق مبلغ سنگاپور نے ترتیب دیا۔ جس میں تقریباً چالیس زبانوں میں تقاریر ہوئیں۔ اگرچہ غیر ملکی زبان ہونے کی وجہ سے تقاریر کا مضمون سمجھنے سے قاصر تھے۔ تاہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے اس زندہ نشان کو دیکھ کر بے حد خوش تھے۔ جس کا وعدہ آج سے ایک لمبا عرصہ پہلے خدا تعالےٰ نے آپ کو دیا۔ اور حضور نے اپنی کتاب کشتی نوح میں اس کا ذکر فرمایا:۔ "خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔"

جناب کرنل صاحب موصوف نے جلسہ کے اختتام پر اپنے صدارتی ریمارکس میں سب سے پہلے تو منتظمین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے آپ کو صدارت جلسہ کے لئے منتخب کیا۔ اور کہا:۔

> یہ خوشی کی بات ہے کہ قادیان جیسے چھوٹے سے قصبہ میں اتنی زیادہ زبانیں بولنے والے موجود ہیں۔ اور میرے خیال میں ہندوستان میں کئی بڑے بڑے شہروں کو بھی یہ خصوصیت حاصل نہیں ہے۔

آج کی تقاریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا مشن دور دور تک پھیل چکا ہے۔ اور ہزاروں لاکھوں لوگ آپ کے مرید بن چکے ہیں۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا خدا تعالےٰ سے تعلق ہے۔ ورنہ آجکل کے حالات میں چند اشخاص کو اپنے ساتھ ملانا کوئی آسان بات نہیں ہے

بعد ازاں جناب کرنل صاحب نے احمدی احباب کے ساتھ تعلقات کی استوار کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ گذشتہ جنگ عظیم میں کئی سال تک مجھے احمدیہ کمپنی کی کمانڈ کرنے کا موقعہ ملا۔ میں نے ہمیشہ احمدی جوانوں کو سروس کے سلسلہ میں مخلص۔ ایماندار دیانتدار اور صحیح بولنے والا پایا۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے خطرناک اوقات میں بھی ان احمدی جوانوں پر مجھے پورا بھروسہ ہوتا تھا۔ میں ان کو اپنے عزیزوں کی طرح سمجھتا تھا۔ وہ مجھے اپنا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھتے تھے۔ اور میں نے بھی ہمیشہ ان کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا سلوک کیا۔ وہ وقت یاد کر کے میرا دل ہمیشہ خوش ہوتا ہے۔ اور آج ان میں سے بعض سابقیوں کے ساتھ ملاقات کر کے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔

مورخہ ۱۸ر دسمبر کی صبح کو جناب کرنل صاحب موصوف اپنے وطن واپس تشریف لے گئے۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہیں۔ کہ آپ نے اپنی مصروفیات کے باوجود جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں شمولیت فرمائی۔ اور اپنے خیالات سے مستفید فرمایا۔ موصوف سروس پوری کر کے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اور اپنے آبائی وطن موضع سرائے خاص ضلع جالندھر میں مقیم ہیں۔ اور اپنے علاقہ کے لوگوں کی فلاح و بہبودی میں سرگرم عمل ہیں۔

زکوٰۃ

ادا کر کے اپنے اموال کو پاکیزہ بنائیں اور محاسبہ سے بچیں۔

مشرقی افریقہ میں تبلیغِ اسلام

تعلیم یافتہ اور معزز طبقہ میں احمدیت کا اثر و نفوذ۔ احمدیت کے لٹریچر کا گہرا اثر

ملاقاتیں اور تبلیغی سفر

احمدیہ مسلم مشن ممباسہ کی سہ ماہی رپورٹ از جولائی تا ستمبر ۱۹۵۹ء

از مکرم مولوی عبدالکریم صاحب شرما انچارج ممباسہ مشن

کینیا کا ساحلی علاقہ پروٹیکٹوریٹ ہے سلطان آف زنجبار سے انگریزوں نے لیز پر لیا ہوا ہے۔ اسلام سب سے پہلے یہاں خلیفہ عبدالملک کے عہد میں آیا۔ جبکہ عمان کے عرب جنہوں نے عبدالملک کے خلاف بغاوت کی تھی۔ شکست کھا کر یہاں بھاگ آئے اور پاٹے (Pate) کے قریب آباد ہو گئے۔ بعد ازاں عربوں کی آمد کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ مختلف گروہ آئے جنہوں نے ساحل کے ساتھ ساتھ بستیاں آباد کیں انگریزوں کی آمد سے قبل عرب مشرقی افریقہ کے سیاہ و سفید کے مالک سمجھے جاتے تھے۔ انگریزوں کے تسلط کے ساتھ ان کا اقتدار ختم ہوا۔ افریقہ کی تحریک آزادی سے زنجبار پروٹیکٹوریٹ کے عربوں میں بھی بیداری پیدا ہوئی ہے۔ گذشتہ دنوں سلطان کی سالگرہ عربوں نے یہاں خاص اہتمام سے منائی۔ ان کی درخواست پر زنجبار سے شاہی خاندان کا ایک شہزادہ اس موقعہ پر سلطان کی نمائندگی کے لئے ممباسہ آیا۔ ان کے اعزاز میں جو Reception دی گئی۔ اس میں خاکسار بھی مدعو تھا۔ شہزادہ سے ملاقات ہوئی اپنے مشن سے ان کو متعارف کیا۔ جیسا کہ زنجبار کے شاہی خاندان کا طریق ہے بڑے تپاک اور گرمجوشی سے ملے۔ میں نے انہیں لٹریچر بھی بھجوایا۔

تبلیغ بذریعہ ملاقات

عرصہ زیر رپورٹ میں چیدہ چیدہ لوگوں سے ۸۰ ملاقاتیں کیں۔ تعلیم یافتہ عرب نوجوان خصوصیت سے زیر تبلیغ رہے کئی عرب نوجوان دارالتبلیغ میں آتے ہیں اور مطالعہ کے لئے لٹریچر لے جاتے ہیں۔ بعض احمدیت کی صداقت کے قائل ہیں۔ جب آتے ہیں نمازیں ہمارے ساتھ پڑھتے ہیں۔ عرب سیکنڈری سکول کے ایک طالب علم اور دو دوسرے عرب نوجوان جو ایک فرم میں کلرک ہیں۔ مجھ سے تفسیر القرآن پڑھتے رہے ہیں۔ یہ تینوں اپنے اپنے حلقہ میں احمدیت کی تبلیغ کرنے میں میرے ممد و معاون ہیں

یہاں کے دستور کے مطابق عصر کے بعد حلقہ احباب کی صورت میں عرب لوگ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور روزمرہ کے واقعات پر گفتگو ہوتی ہے۔ خاکسار بھی اکثر ایسی مجالس میں جا بیٹھتا ہے۔ لوگ دینی سوالات پوچھتے ہیں اور احمدیت کے خصوصی مسائل پر دوستانہ رنگ میں گفتگو ہوتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ احمدیت کے متعلق غلط فہمیاں دور ہو رہی ہیں۔ چنانچہ تعلیم یافتہ طبقوں میں اب احمدیت کی تائید اور حمایت میں آوازیں اٹھتی ہیں پچھلے ہفتہ "ممباسہ ٹائمز" میں جو یہاں کا موقر انگریزی جریدہ ہے۔ ایک معزز عرب نے جو میونسپل کونسلر ہیں۔ اور لیجسلیٹو کونسل کے عارضی ممبر بھی رہ چکے ہیں۔ ایک مقالہ لکھا ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ ایک ہزار سال سے زائد عرصہ ہوتا ہے کہ ہم مشرقی افریقہ کے ساحل پر آباد ہیں۔ ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ ہم نے یہاں آ کر کیا کیا۔ قرآن کریم اسلام کی اہم ترین کتاب ہے۔ سنی اور شیعہ دونوں فرقے بتائیں کہ اس مقدس کتاب کو لوگوں کے قریب الفہم بنانے میں انہوں نے کیا کوشش کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ ہم اسی خیال میں مگن رہتے ہیں کہ ہم سب سے اچھے مسلمان ہیں سیدھے جنت میں جائیں گے۔ اور دوسرے فرقوں کی مخالفت کرتے ہیں حالانکہ وہ ہم سے کہیں بڑھ کر اچھا کام کر رہے ہیں۔ پھر وہ احمدیت کا ذکر کر کے لکھتے ہیں کہ اگرچہ تحریک احمدیت اور دوسرے فرقوں کے درمیان بعض بنیادی اختلاف ہیں لیکن جس اولوالعزمی اور تنظیم کے ساتھ یہ جماعت صرف یہاں افریقہ میں بلکہ دنیا کے اور بھی بہت سے ممالک میں سرگرم عمل ہے۔ اس پر ہر شخص کو انہیں خراج تحسین ادا کرنا پڑتا ہے۔ ۲۵ سال سے کم عرصہ میں انہوں نے نہ صرف یہ کہ قرآن کریم کا سواحلی زبان میں ترجمہ شائع کر دیا ہے۔ بلکہ اب انہوں نے کیکیو زبان میں بھی ترجمہ مکمل کر لیا ہے۔ پھر جو لوگ ان کی جماعت میں داخل ہوتے ہیں ان کے لئے پاکستان میں ان کے مرکزی تعلیمی درسگاہوں کے دروازے کھلے ہیں۔ کئی طلباء وہاں تعلیم پاتے ہیں۔

عربوں کے علاوہ افریقن عیسائی حلقوں میں بھی تبلیغ جاری رہی۔ میونسپل اور سرکاری کوارٹروں میں جا کر عیسائیوں کو تبلیغ کی۔ اور ان کو لٹریچر دیا۔ مسلم انسٹی ٹیوٹ کے زیر تبلیغ طلباء کو بھی ملتا رہا۔

تبلیغ بذریعہ لٹریچر

ہمارا لٹریچر خدا تعالیٰ کے فضل سے مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ خصوصیت سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیر المؤمنین (متعنا اللہ بطول حیاتہ) کی تصانیف اپنے [illegible] اور افادیت کی وجہ سے سنجیدہ اور محقق طبقہ کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ پچھلے دنوں مرکز سے آمدہ لٹریچر "خطاب الجلیل" جو اسلامی اصول کی فلاسفی کا عربی ترجمہ ہے۔ "اور من ھو الاحمدی" رسالہ جو کشتی نوح کے اقتباسات کا عربی ترجمہ ہے۔ یہاں عربوں میں تقسیم کیا۔ ایک عرب واعظ ملنے آئے کہنے لگے ان کتب میں ایسے نادر اور پر معارف مضامین ہیں۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے بغیر نہیں لکھے جا سکتے۔ کہنے لگے بعض مضامین کو میں نے ازبر کر لیا ہے اور عرب مجالس میں سناتا ہوں تو متاثر پاتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے اسلامی اصول کی فلاسفی اور کشتی نوح کے کئی صفحات زبانی سنائے۔ ایک احمدی نوجوان جو اس وقت پاس بیٹھے تھے۔ میں نے ان کو کہا۔ دیکھو حضرت اقدس نے جن کے لئے یہ تعلیم لکھی ہے ہم کو تو اسے ازبر کرنے کا خیال نہ آیا۔ لیکن ان کی قدر شناسی دیکھو کس محنت سے اسے یاد کیا ہے۔ کہنے لگے حضرت احمدؑ کی کوئی اور کتاب ہو تو دیں۔ چنانچہ خطبہ الہامیہ ان کو مطالعہ کے لئے دیا گیا۔

شیخ عبدالرحمٰن خانی ایک اور علم دوست اور متین عرب نوجوان ہیں۔ جو تعلیم یافتہ ہیں مقامی ریڈیو پر ویلفیئر کا پروگرام کرتے تھے۔ پہلے احمدیت کے متعلق مخالفانہ رائے رکھتے تھے۔ دو تین دفعہ ان سے اختلافی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ ایک دن میں نے ان کو "اسلامی اصول کی فلاسفی" دی۔ واپس لائے تو کہنے لگے بے نظیر تصنیف ہے۔ مجھے اور لٹریچر دو۔ حضرت امیر المؤمنین کی تصنیف Ahmadiyyat or the True Islam لے گئے۔ پھر اور شوق بڑھا تو انگریزی تفسیر القرآن کی جلد اول لی۔ ۱۰ سے ختم کر کے جلد دوم مانگی۔ کہنے لگے مجھے افسوس ہوتا ہے کہ میں نے وقت ضائع کیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ قرآن کریم کا علم اس وقت ربوہ میں ہے۔ کاش میں وہاں پڑھنے کے لئے جا سکتا۔ اسی شوق میں کہنے لگے کہ مجھے عربی اور انگریزی کا لٹریچر منگوا دیں۔ اب اپنے حلقہ احباب میں احمدیت کی پرزور تائید کرتے ہیں۔

ممباسہ ٹائمز کے ایک ایڈیٹر جو انگریزی اخبار کے رپورٹر کے ہمراہ ایک دن ملنے آئے کہنے لگے عرب خواتین کے حق رائے دہندگی کے متعلق لیجسلیٹو کونسل میں بل پیش ہے۔ بعض عرب حلقے مخالف ہیں کہ عورتوں کو یہ حق نہیں ملنا چاہیئے۔ اس پر میں ایڈیٹوریل لکھنے والا ہوں اسلامی نقطہ نگاہ معلوم کرنے آیا ہوں۔ میں نے ان کو بتایا کہ اسلام عورتوں کے حق رائے دہندگی کے خلاف نہیں ہے۔ پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں خواتین بھی ووٹ دیتی ہیں اسلام نے جو حقوق عورت کو دیئے ہیں۔ اس پر ان سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ قرآن کریم کے بعض حوالے بھی دیئے۔ کہنے لگے میں تفسیر القرآن تو لے جاتا ہوں۔ شاید میں ایڈیٹوریل میں کوئی آیت درج کر دوں۔ ایک ماہ کے بعد قرآن کریم واپس لائے۔ میں گھر پر نہ تھا۔ دوبارہ آئے تو کہنے لگے قرآن تو میں واپس کر گیا تھا۔ لیکن میں آپ سے اپنے تاثرات کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔ کہنے لگے میں عیسائی پیدا ہوا۔ بچپن میں Sunday School میں جاتا تھا۔ لیکن جب بڑا ہوا تو عیسائیت کے بعض اعتقادات مجھے غیر معقول معلوم ہوئے۔ اسی وجہ سے عمومی طور پر مذہب کے بارے میں میرے خیالات اچھے نہ تھے اعتقادات کو چھوڑ کر صرف اخلاقی مذہب کی تعلیم کو میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ ایک وقتی ضرورت کے لئے آپ سے قرآن کریم لے گیا تھا اسے پڑھنے کا خیال نہ تھا۔ لیکن دفتر جا کر جب اسے کھولا تو دیباچہ پر نظر پڑی۔ تھوڑا سا پڑھا مجھے معقول نظر آیا۔ خیال ہوا کہ فرصت کے وقت اسے دیکھوں گا۔ اب ختم کر کے لایا ہوں۔ کہنے لگے مصنف نے دیباچہ نہایت قابلیت سے لکھا ہے مجھے خیال نہ تھا کہ کسی مذہب کے معتقدات پر ایسی معقولیت سے بحث ہو سکتی ہے۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ اسلام عیسائیت کی نسبت کہیں بہتر مذہب ہے۔ میں نے کہا اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو اسلام کے متعلق اور لٹریچر دوں [illegible]

گئے مسلمان تو شاید میں نہ ہو سکوں گا۔ میں نے کہا مجھے تو مایوسی نہیں ہے۔ آخر دیباچہ نے اپنا کام کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب آپ کو کھینچ کر لانا چاہا ہے گا تو مجھے یقین ہے۔ آپ مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ ہنس کر کہنے لگے بہت اچھا۔ انہیں مصنف کی جنہوں نے دیباچہ لکھا ہے کوئی کتاب ہو تو دے دیں۔ ضرور پڑھوں گا۔ ڈاک کے ذریعہ مختلف مقامات پر لٹریچر بھجوایا گیا

عیسائیوں سے گفتگو

کچھ عرصہ سے یہاں پر

Watch Tower Bible and Tract Society

نے بھی کام شروع کیا ہے۔ یہ اپنے آپ کو

Jehova Witness

یعنے خدا کے گواہ کہتے ہیں۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ دوسرے عیسائی فرقوں کے طریق پر مسیح کی الوہیت کے قائل نہیں۔ اور نہ وہ تثلیث کو مانتے ہیں۔ لیکن ان کا اعتقاد ہے کہ آغاز تخلیق میں سب سے پہلی روح جو خالق نے پیدا کی وہ مسیح کی تھی۔ آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا والی مثال ان پر صادق آتی ہے مسیح کو دیوتا کے طور پر مانتے ہیں۔ موروثی گناہ۔ اور کفارہ کے بھی قائل ہیں۔ کہتے ہیں کہ شیطان اور مومنوں میں جو جنگ چھڑ گئی تھی وہ اب ختم ہونے کو ہے۔ شیطان کو شکست ہوگی۔ سب لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ عدالت ہوگی۔ جہنم کوئی شے نہیں گنہگار بالکل نیست و نابود کر دیئے جائیں گے۔ نیکوکار اسی کرہ ارض میں ہمیشہ ہمیش کی زندگی بسر کریں گے۔ نہ یہ موت ہوگی نہ بھوک اور نہ پیاس دکھ درد۔ سب انسان چھوٹ جائیں گے۔ گزشتہ زمانہ کے انبیاء اور روحانی بزرگ خدائی بادشاہت کے کارندے ہوں گے۔ مسیح خدا کے ساتھ آسمان پر بیٹھ کر خدائی حکومت کا اہتمام و انصرام کرے گا وغیرہ۔ مکرم بشیر احمد حیات صاحب ان کے ہمراہ ان کے ایک اجلاس میں شمولیت کی۔ ایک یورپین مناد تقریر کر رہے تھے۔ بعد میں انہوں نے سوالات کا موقعہ دیا۔ ہم نے ان سے دریافت کیا کہ مسیح تو کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ پھر ہم کو جو غیر اسرائیلی ہیں ان سے کیا سروکار؟ اس پر گفتگو چل پڑی۔ عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ گفتگو انگریزی میں تھی حاضرین کا تقاضا تھا۔ کہ سواحیلی میں ان کو بھی بتایا جائے۔ میں نے گفتگو کا ماحصل ان کو بھی بتایا۔ اس پر وہ گھبرا گئے۔ کہنے لگے اس وقت آپ رہنے دیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کے گھر آؤں گا وہاں بات کریں گے۔ وقت مقررہ پر وہ نہ آ سکے دوبارہ ان کو پیغام بھجوایا۔ اگلے ہفتہ دو افریقی دوستوں کو ساتھ لے کر آئے۔ کہنے لگے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکوں گا۔ میں نے کہا جتنا بھی ٹھہر سکیں غنیمت ہے۔ موجودہ بائیبل کی حیثیت پر بات چل پڑی۔ وہ اصل وہ افریقی دوستوں کے سامنے جو ان کی سوسائٹی کے ممبر تھے۔ بات نہ کرنا چاہتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد کہنے لگے۔ اب وقت نہیں میں پھر آؤں گا۔ میں نے کہا سب مسائل پر جن میں ہمیں اختلاف ہے بات کر سکیں تو بہتر ہوگا کہنے لگے بہت اچھا آپ مجھے اختلافی مسائل بتا دیں ہم بات جاری رکھیں گے۔ جاتے ہوئے قرآن کریم مطالعہ کے لئے لے گئے۔ ابھی تک فرصت نہیں نکال سکے۔ چند دن ہوئے ان کی سوسائٹی کے ممبروں کے ذریعہ یاد دہانی کروائی تھی کہتے تھے آئیں گے۔

مسٹر جے کیمرون J. A. T. Cameron یہاں ایک مستشرق ہیں جو مڈل سیکنڈری سکول میں عربی کے استاد ہیں۔ ان کی بیوی جرمن ہیں دقت ہے کہ ان سے ملاقات کی۔ اسلام پر جرمن زبان میں وہ ایک کتاب لکھ رہے ہیں۔ ان لوگوں کو اپنی تحقیق پر بڑا ناز ہوتا ہے۔ بعض امور کے متعلق ان کو غلط فہمی تھی۔ ان سے تبادلہ خیالات ہوا۔ ان کی خواہش پر ان کو احمدیت کا لٹریچر اور پروفیسر ڈگلیری کی کتاب

An Interpretation of Islam بھجوائی۔

تبلیغی سفر

عرصہ زیر رپورٹ میں متعدد مقامات کا دورہ کیا۔ قریب تمام ڈسٹرکٹ کا سوسیل سفر کیا۔ سمالی لینڈ کے قریب الامو اور بولما کا ایک قصبہ ہے۔ مذہبی تعلیم کے لئے بہت شہرت رکھتا ہے۔ یہاں بعض پرانی طرز کی درسگاہیں ہیں جہاں طلباء تعلیم کے لئے جاتے ہیں پانچ روز رہا۔ یہاں کے قاضی اور بعض علماء سے ملاقاتیں کیں عربی اور سواحیلی زبان میں لٹریچر تقسیم کیا۔ مدرسہ انتجاح ایک دینی درسگاہ ہے وہ اسے دیکھنے گیا۔ اساتذہ اور طلباء سے دوستانہ ماحول میں علمی گفتگو ہوئی۔ قرآن کی تفسیر کے متعلق احمدیت کا مسلک ان کو بتایا خصوصیت سے اس بات پر زور دیا۔ کہ حدیث کا درجہ شاہد کا ہے حکم کا نہیں جو روایت قرآن کریم کی کسی آیت یا مسلمہ دینی اصل کے خلاف ہو۔ اور تاویل نہ ہو سکتی ہو اسے یہ سمجھ کر چھوڑ دینا چاہیئے کہ وہ آنحضرتؐ کے منہ کی بات نہیں مثالوں سے وضاحت کی کہ کس طرح اس اصل کو مدنظر رکھنے کی وجہ سے قرآن کریم کی بعض آیات کی ایسی تفسیر کی گئی ہے۔ جن کی بناء پر غیروں کو اسلام پر حملے کرنے کا موقعہ ملا ہے۔

اس ضمن میں عصمت انبیاء کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ طلباء اور اساتذہ نے بہت سی آیات حل کروائیں عشاء کے وقت تک گفتگو ہوتی رہی۔ بہت خلوص کا ثبوت انہوں نے دیا روز رہا۔ اساتذہ اور بعض نوجوان ملنے آتے رہے۔ احمدیت کے متعلق ان کی غلط فہمیوں کو دور کیا اور اختلافی مسائل پر ان سے گفتگو ہوئی۔

گورنمنٹ سکول کے اساتذہ سے بھی ملاقات ہوئی اور ان کو لٹریچر دیا۔ اسی طرح سرکاری دفاتر کے عیسائی کلرکوں میں بھی لٹریچر تقسیم کیا۔ بعض کو اپنی قیام گاہ پر بلا کر تبلیغ کی۔ یہاں کے بوہرہ اور اثناعشری مسلمانوں میں رسالہ "پیغام احمدیت" تقسیم کیا۔

ساحل سمندر پر مالندی عربوں کا ایک اور اہم قصبہ ہے۔ مکرم عبد العزیز صاحب بٹ کے ہمراہ ایک دن وہاں گیا۔ یہاں کے ایک معزز عرب میرے دوست ہیں۔ انہوں نے خوب معززین سے ملاقات کروائی۔ ان کو لٹریچر دیا۔ اباضی فرقہ کے ایک عالم سے اختلافی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ ایک سوماما کے ہاں جو مکرم بٹ صاحب کے دوست ہیں ہمارا قیام تھا۔ ان کے پاس ایک اور معزز سومالی جو لیجسلیٹو کونسل کے ممبر بھی ہیں آئے ہوئے تھے۔ رات کو ان سے احمدیت کے متعلق گفتگو ہوئی۔ اور ان کو لٹریچر دیا۔

درسعز علیو تنا کے سکنڈ ٹاؤن میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں ۲۶ نئی بیعتیں ہوئی ہیں۔ یہاں کے ڈسٹرکٹ آفیسر اور چیف سے ملاقات کی اور جماعت کے خلاف جو غلط فہمیاں پیدا کی گئی تھیں ان کا ازالہ کیا گیا۔ چیف کو قرآن کریم سواحیلی بطور تحفہ دیا۔ موضع ... کی ایک مسجد میں جہاں احمدی نمازیں پڑھتے تھے کچھ عرصہ سے کہا نہیں اردگرد کے گاؤں کے بعض لوگ جمعہ کے وقت مسجد پر قبضہ کر لیتے تھے۔ اب اطلاع ملی ہے کہ چیف نے مداخلت کر کے مسجد احمدیوں کو دلوا دی ہے۔ اور ان لوگوں کو وہاں آنے سے روک دیا ہے۔

کینیا کی سرحد پار کر کے چاگا قبیلہ میں بھی گیا۔ یہ قبیلہ کلمن جارو پہاڑ کی ترائی میں آباد ہے۔ اور افریقہ کے قبائل میں نسبتاً زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ اکثریت عیسائی ہو چکی ہے مسلمان بہت قلیل ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کا اب یہاں نفوذ ہو رہا ہے گزشتہ سال نوجوانوں کی ایک جماعت نے احمدیت قبول کی تھی۔ خاکسار چار روز ان میں ٹھہرا۔ یہ نوجوان نہایت جوش سے عیسائیت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اپنا کام کاج چھوڑ کر تمام دن میرے ساتھ گھومتے رہے۔ عیسائی سکولوں اور منڈیوں اور اجتماع کی جگہوں پر مجھے تبلیغ کے لئے لے کر گئے۔

بیاعونگو کے گورنمنٹ سکول میں ہیڈماسٹر کی اجازت سے مسلمان طلباء کو خطاب کرنے کا موقعہ ملا۔ احمدیت کے متعلق ایک گھنٹہ تک ان میں تقریر کی یہاں کی مسجد کے امام سے بھی تبادلہ خیالات ہوا۔ بہت سے لوگوں نے گفتگو سنی۔ معلم شعبانی سیف یہاں ایک مخلص احمدی نوجوان ہیں۔ اس جگہ سب سے پہلے احمدیت کو انہوں نے قبول کیا تھا۔ جماعت نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ بہت بیمار رہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔

احباب سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں ان کو یاد رکھیں۔ وہ احمدیت کے مخلص رکن ہیں۔

ڈاکٹر عبد السلام صاحب قضائی کی تشریف آوری (بقیہ)

لئی الوداع کہنے آئے اور جب ڈاکٹر صاحب نے میجر صاحب اور غیر مسلموں کے احمدیوں سے حسن سلوک کا محبت آمیز الفاظ میں ذکر فرمایا تو میجر صاحب نے فرمایا کہ قادیان کے احمدیوں کا اخلاقی معیار بہت بلند ہے جس کی ایک بہت اچھا ریان کیا کہ بٹالہ میں تلنیاں بغیر ٹکٹ سوار ہونے والے پکڑے گئے تو دیو بیجر صاحب نے انکو کہا کہ تم کو شرم آنی چاہیئے تم قادیان سے آتے ہو کیا تم نے وہاں کے احمدیوں سے اتنی سی بات بھی نہیں سیکھی کہ ان کا ایک بھی آدمی بغیر ٹکٹ کے نہیں ہوتا۔

وہاں سے رخصت ہو کر ضلع کا ہوں کے پاس سے بٹالہ کی سڑک پر روانہ ہوئے تو موضع ڈلہ کے موڑ سے آگے جہاں منارۃ المسیح نظر آتا ہے وہاں اچھل کر ہوئے وہاں محترم ڈاکٹر صاحب نے دعا کی۔

دربار صاحب کی زیارت جب امرتسر میں جلیانوالہ باغ کی تاریخی یادگار دیکھی اور پھر دربار صاحب کی زیارت کی اور کچھ روپے بھی ان کے اور دربار صاحب کے آفیشل گائیڈ سردار پنجاب سنگھ صاحب رجوالی سے تین سکھ دھرم کے پروفیسر ہیں بھی ملاقات ہوئی جس میں دونوں ملکوں کے تعلقات خوشگوار رہنے کے متعلق دلی نیک تمنا کا اظہار کیا گیا۔ سردار صاحب نے سکھ مذہب کے متعلق لٹریچر دیا اور ہماری طرف سے بھی لٹریچر قبول کیا اور قادیان آنیکا وعدہ کیا۔ وہاں ایک جرمن میاں بیوی کو بھی لٹریچر دیا گیا جو لاہور سے آئے تھے اور یہاں انجینئر ہیں بہت خوش ہوئے اور کہا کہ میں اس لٹریچر کی تلاش میں تھا اور ربوہ جانے کا وعدہ کیا۔

امرتسر سے روانگی مسٹر بھنڈاری کے ہاں جاکر ظہر عصر کی نمازیں ادا کیں ان کو بھی لٹریچر دیا گیا۔ اور ہوائی اڈہ پہ جہاز ٹھیک پانچ بجے شام ہوائی جہاز روانہ ہوا تو خاکسار واپس آیا۔

ایک تاریخی بات محترم ڈاکٹر صاحب کو اپنی اس خوش بختی سے یہ ساتھ اتفاق تھا کہ تیرہ سال کے بعد ان کو زیارت قادیان کا ایک نادر موقعہ حاصل ہوا۔ اور وہ سب درویشوں کی قربانی سے بے حد متاثر تھے انہوں نے قریباً ایک سو روپیہ تقسیم کیا اور خاکسار کی تحریک پر دو صد روپیہ عنقریب تعمیر چار دیواری بہشتی مقبرہ کے لئے اپنی طرف سے اور اپنے والد صاحب محترم کی طرف سے بھجوانے کا وعدہ کیا ہے

بجٹ لازمی چندہ جات اور عہدیداران مال کا فرض

موجودہ مالی سال کے آٹھ ماہ ختم ہو رہے ہیں۔ متوقع بجٹ لازمی چندہ جات اور اس کے مقابل پر اصل وصولی کا جائزہ لینے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ متعدد جماعتوں کی طرف سے تا حال وصولی کی رفتار بہت سست ہے اور آمد بجٹ کے مطابق نہیں ہو رہی۔ یہ امر کسی وضاحت کا محتاج نہیں ہے کہ سلسلہ کے جملہ کاموں کا انحصار چندہ جات کی آمد پر ہے۔ گذشتہ چند سالوں میں آمد بجٹ کے مطابق نسبتاً کم ہونے کے باعث صدر انجمن احمدیہ قادیان کو سلسلہ کے بہت سے کام قرض لے کر جاری رکھنے پڑے ہیں جس کی وجہ سے اس وقت صدر انجمن احمدیہ قادیان کم و بیش تیس ہزار روپیہ (/۳۰۰۰۰ روپے) کی مقروض ہو چکی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ مستقل طور پر قرض لے کر سلسلہ کے کاموں کو جاری نہیں رکھا جا سکتا نیز اگر احباب جماعت اپنے مالی فرائض کی طرف کما حقہٗ توجہ نہیں کریں گے اور چندہ جات کی آمد متوقع بجٹ کے مطابق نہیں ہو گی تو مرکز کو کئی ایک ضروری کام بند کرنے پڑیں گے۔

موجودہ سال کے پہلے آٹھ ماہ میں متوقع بجٹ کے مقابل پہ اصل آمد قریباً دس ہزار روپیہ /۱۰۰۰۰ (مبلغ دس ہزار روپے) کم ہوئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اور عہدیداران مال اس کمی کو پورا کرنے کی طرف فوری توجہ فرماویں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ اقتصادی مشکلات کے دور میں احباب جماعت کو ذاتی اور خاندانی پریشانیاں درپیش ہیں۔ لیکن ہم میں سے ہر شخص جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو کر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ سلسلہ کی ضروریات کو مقدم رکھتے ہوئے عملی طور پر اپنے عہد کو پورا کر کے فرض شناسی کا ثبوت دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ "الوصیت" میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اسی کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے"۔

اگر ہماری جماعت کے تمام دوست اپنی مالی ذمہ داری کو کما حقہٗ محسوس کریں اور جماعتوں کے عہدیداران خود بھی اعلیٰ عملی نمونہ پیش کریں اور دیگر دوستوں سے بھی وصولی چندہ جات کی باقاعدہ کوشش کرتے رہیں۔ نیز جہاں جہاں مبلغین مقیم ہوں وہ بھی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت مالی ذمہ داریوں کو اپنے فرائض کا لازمی حصہ قرار دیتے ہوئے پہلے سے زیادہ ہمت اور کوشش فرما دیں تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ لازمی چندہ جات کی آمد کی رفتار میں خاطر خواہ ترقی ہو کر سلسلہ کی مالی مشکلات میں کافی حد تک کمی ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام دوستوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے فرائض کو صحیح طور پر سمجھ کر پورا کرنے والے ہوں۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

رائچور میں احمدیہ دار المطالعہ کا قیام

خدا کے فضل و کرم سے مدتوں کی جدوجہد کے بعد آج مورخہ ۶ر دسمبر ۱۹۵۹ء بروز اتوار بوقت ۵ بجے شام احمدیہ دار المطالعہ رائچور کے افتتاح کی تقریب زیر صدارت جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب احمدی یادگیر عمل میں آئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے حاضرین سے احمدیہ جماعت کا تعارف کرایا اور رائچور میں احمدیہ دار المطالعہ کے قیام کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔

آپ کی تقریر کے بعد غیر احمدی معززین جناب عبد القادر صاحب مجاز وکیل رائچور، ڈاکٹر غوث محی الدین صاحب نے احمدیہ جماعت کے متعلق اپنے نیک خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ یہ جماعت ہر جگہ اپنے دار المطالعہ قائم کر کے اپنے مشن کی اشاعت کر رہی ہے جو جماعت کی ترقی کی یقینی دلیل ہے۔ بعدہٗ صاحب صدر نے اپنی مختصر تقریر میں دار المطالعہ کی ضرورت اور اس کے مقاصد پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔ بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔ بعدہٗ حاضرین کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی اور سب کا شکریہ ادا کیا گیا۔

مولوی عبد الکریم صاحب احمدی مالک غفوریہ پریس رائچور نے دار المطالعہ کے افتتاح کے موقعہ پہ یادگیر سے آئے ہوئے مہمانان کے قیام و طعام کا انتظام فرمایا اور تقریب کو زیادہ کامیاب بنانے کی غرض سے اشتہار شائع کر کے عوام میں تقسیم کئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اس دار المطالعہ کو چلانے کے لئے مندرجہ ذیل احباب نے تعاون کرنے کا وعدہ فرمایا ہے (۱) مکرم جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب (۲) مکرم جناب رحمت اللہ صاحب غوری (۳) مکرم جناب رحمت اللہ صاحب غوری (۴) جناب محمد عثمان صاحب مدراس (۵) جناب غلام حسین صاحب (۶) جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب اور دیگر احباب نے وعدے فرمائے۔ اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر دے۔

خاکسار بشیر الدین احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر۔

اعلان برائے وعدہ کنندگان تعمیر چار دیواری بہشتی مقبرہ

پیشتر ازیں "تعمیر چار دیواری بہشتی مقبرہ" کی تحریک کے سلسلہ میں وعدوں اور وصولی کی فہرست اخبار "بدر" میں شائع ہوتی رہی ہے۔ یہ امر خوشکن ہے کہ متعدد دوستوں نے اس تحریک کی اہمیت اور ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں حصہ لیا ہے اور کئی ایک دوستوں نے اپنے وعدوں کی سو فیصدی رقم کی نقد ادائیگی بھی فرما دی ہے۔ چنانچہ امسال جلسہ سالانہ سے قبل اس تحریک میں ادائیگی کرنے والے احباب کے نام سنگ مرمر کی دو پلیٹوں پر لکھوا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک کے باہر دیوار پر لگوائے جا چکے ہیں۔ تاکہ مستقل یادگار رہیں۔ اور دوستوں کو ان بھائیوں کے لئے دعا کی تحریک ہوتی رہے۔

ذیل میں ایسے دوستوں کے ناموں کی فہرست معہ وعدہ جات درج کی جاتی ہے جن کی طرف سے وعدوں کی ادائیگی تا حال کلی یا جزوی طور پر باقی ہے۔ امید ہے کہ یہ دوست اپنے وعدوں کی ادائیگی کی طرف جلد از جلد توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

چونکہ عنقریب چار دیواری کی تعمیر کا بقیہ کام شروع کروایا جا رہا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ یہ دوست جلد از جلد توجہ فرما دیں گے۔ اور ایسے دوست جنہوں نے تا حال ابھی کوئی وعدہ نہیں کیا ان کے لئے بھی موقعہ ہے کہ وہ آخری جنوری تک اپنے وعدوں کی اطلاع دے کر اس بابرکت تحریک میں شامل ہو سکیں۔

نمبر شمار	وعدہ کنندگان	وعدہ	وصولی	بقایا
۱	مکرم سید فضل احمد صاحب گیا	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۲	” سید محی الدین احمد صاحب ٹانچی	۵۰۰/-	۵۰/-	۴۵۰/-
۳	” سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر	۱۲۸/-	—	۱۲۸/-
۴	” سیٹھ محمد الیاس صاحب ”	۱۲۶/-	—	۱۲۶/-
۵	” محمد عثمان صاحب پرتنی ”	۱۲۵/-	۱۰۰/-	۲۵/-
۶	” رحمت اللہ صاحب غوری ”	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۷	لجنہ اماء اللہ ”	۱۰۰/-	۲۵/-	۷۵/-
۸	بقیہ ممبران لجنہ احمدیہ ”	۲۱/-	—	۲۱/-
۹	” سیٹھ رشید احمد صاحب حیدرآباد دکن	۵۰۰/-	۱۵۰/-	۳۵۰/-
۱۰	اہلیہ صاحبہ ” ”	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۱۱	مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چنتہ کنٹہ	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۱۲	” سید سردار صاحب شموگہ	۱۵۰/-	۵۰/-	۱۰۰/-
۱۳	” صوفی امیر علی صاحب شموگہ	۱۰/-	—	۱۰/-
۱۴	مکرم پی ایم عبدالرحیم صاحب بنگلور	۵۰۰/-	۴۰۰/-	۱۰۰/-
۱۵	” سید کلیم اللہ صاحب شموگہ	۵۰۰/-	۲۰۰/-	۳۰۰/-
۱۶	” کمال الدین صاحب مدراس	۱۰۰/-	۲۵/-	۷۵/-
۱۷	” شفیع احمد صاحب بالاباری کلکتہ	۲۰/-	—	۲۰/-
۱۸	” میاں محمد شفیع صاحب [illegible] ”	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۱۹	” شرافت احمد صاحب کٹک	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۲۰	مکرمہ بیگم صاحبہ سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر	۱۰/-	—	۱۰/-
۲۱	” بیگم صاحبہ رحمت اللہ غوری صاحب ”	۱۰/-	—	۱۰/-
۲۲	مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۲۳	مکرم عبدالسلام صاحب حیدرآباد دکن	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۲۴	اہلیہ صاحبہ مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چنتہ کنٹہ	۱۰۰/-	۲۰/-	۸۰/-
۲۵	مکرم سیٹھ محمد غوث صاحب حیدرآباد / سیٹھ محمد اعظم صاحب	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۲۶	جماعت احمدیہ اڈکور	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۲۷	مکرم فضل الرحمن صاحب ”	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۲۸	” نور الدین صاحب، مبارک احمد صاحب، مکرم الحاج محمد حسین صاحب مرحوم تیماپور	۱۰۰/-	۶۰/-	۴۰/-
۲۹	” ڈاکٹر حسن صاحب مدراس	۱۰۰/-	—	۱۵۰/-
۳۰	” علی محی الدین صاحب ”	۱۰۰/-	۵/-	۱۰۰/-
۳۱	مکرم صبغۃ اللہ صاحب بنگلور	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۳۲	” عبدالرزاق صاحب شموگہ	۱۰۰/-	—	۱۰۰/-
۳۳	” بشیر احمد صاحب [illegible] کلکتہ	۶/-	—	۶/-
۳۴	” شمس الدین صاحب ”	۵/-	—	۵/-
۳۵	” منشی شمس الدین صاحب ”	۵/-	—	۵/-
۳۶	” بشیر محمد صاحب حیدرآباد بمبئی	[illegible]	[illegible]	۸/۷۵
۳۷	” ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ڈار / افسر لقیہ	۲۰۰/-	—	۲۰/-

دعا فرمائیں کہ بمبئی میں منعقد ہونیوالی سائنس کانگرس کے اجلاس میں ان کا مضمون کامیاب رہے الحمد للہ تعالےٰ سائنس کے میدان میں آگے سبقت لے جانے کی توفیق عطا کرے اور ان کو احمدیت اخلاص میں بڑھاتا ترقی کرے۔ آنحضرت نیک۔ خادم دین اور طویل عمر عطا کرے اور انکے والد صاحب کی صحت درست ہو جائے۔

دوسرے غیر مسلموں کے مشفقانہ سلوک اور محبت و احسان کا بار بار ذکر کرتے تھے اور جناب پرنسپل صاحب اور جناب محمد صاحب یونیورسٹی اور جناب وائس پرنسپل صاحب ونیشنل اور دیگر افراد اور مسٹر [illegible] صاحب [illegible] کے بہت ممنون تھے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ ان کی شدید خواہش ہے کہ [illegible]

خبریں

نیو یارک ۲۸ر دسمبر۔ امریکہ کی نیشنل براڈکاسٹنگ کمپنی کے ماسکو میں تعینات نمائندہ مسٹر جوزف مائیکل نے انکشاف کیا ہے کہ وزیراعظم روس مسٹر خروشچیف نے بھارتی سرحدوں پر چینی حملوں کو بہت بُرا منایا ہے اور کہا ہے کہ چینیوں کا بھارت کے ساتھ سرحدی جھگڑوں میں اُلجھنا احمقانہ کارروائی ہے۔ نامہ نگار مذکور کا بیان ہے کہ مسٹر خروشچیف نے یہ الفاظ ماہ اکتوبر میں پیکنگ میں چین کے جشن آزادی میں شمولیت سے واپسی کے کچھ دیر بعد کہے تھے۔ مگر روس کے سنسر بورڈ نے احمقانہ کا لفظ امریکہ بھیجی جانے والی رپورٹ سے حذف کر دیا۔ مسٹر مائیکل نے مسٹر خروشچیف کی پیکنگ سے واپسی کے بعد ماسکو میں منعقد ایک استقبالیہ دعوت کے موقعہ پر نیشنل براڈکاسٹنگ کمپنی کے دوسرے نامہ نگاروں کے ہمراہ مسٹر خروشچیف کے ساتھ بات چیت میں حصہ لیا تھا۔ یہ پریس کانفرنس ٹیلی ویژن پر بھی دکھائی گئی تھی۔

کلکتہ ۲۸ر دسمبر۔ صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد نے آج انڈین انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کھڑگ پور میں کانووکیشن ایڈریس پڑھتے ہوئے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ دیش کے مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیں اور دیش کی خاطر قربانی کا جذبہ پیدا کریں۔ انہوں نے کہا کہ جہاں جمہوریت نے لوگوں کو حقوق دیئے ہیں وہاں اُن پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں مگر گذشتہ برسوں کے درمیان زیادہ زور حقوق پر دیا جاتا رہا ہے۔ اس لئے اگر دیش میں تھوڑے سے غیر متوازن صورتِ حال کی علامتیں نمایاں ہیں۔ تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ ہندوستان جیسے ملک کے لئے جو اپنے شہریوں کو آزادی اور مساوی درجہ دینے کا عزم کر چکا ہے جمہوری طرزِ حیات ہی بہترین ہے۔ جس کے تحت تمام لوگوں کو انصاف کی گارنٹی دی جاتی ہے اور ملک کی آبادی کے تمام عناصر کی صحت مند ترقی کا امکان ہے۔

کھٹمنڈو ۲۸ر دسمبر۔ برسرِ اقتدار پارٹی نیپالی کانگرس کے جنرل سیکرٹری نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ کبھی دیشوں نے میکموہن لائن کو ہمالیہ میں روائتی سرحد تسلیم کیا ہے۔ مگر بھارت اور چین کے سرحدی جھگڑوں کے بارے میں براہِ راست بات چیت سے سمجھوتہ نہیں ہو سکتا تو بانڈونگ طاقتوں کو مصالحت کرانے کے لئے کہا جانا چاہیئے۔

کلکتہ ۲۸ر دسمبر۔ صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد نے یہاں یونیورسٹی کی کانووکیشن کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم پھیلانے کے لئے صرف مادی ذرائع کو ہی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ اس کے لئے دوسرے عناصر مثلاً طریق تعلیم جماعتی مسئلہ اور ماضی کی روایات کو بھی اہمیت حاصل ہوئی ہے۔ ان باتوں کو ملحوظ نہیں رکھتی وہ حاصل کئے جانے کے قابل نہیں ہے۔ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے کہا کہ جہاں تک آرٹس میں اعلیٰ تعلیم کا سوال ہے اس سے بےکاری کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے لیکن ٹیکنیکل میدان میں ملازمت حاصل کرنے کے امکانات بہت زیادہ وسیع ہیں۔ یہ دیکھنا ابھی باقی ہے کہ یہ امکانات عارضی نوعیت کے ہیں یا معمول کے مطابق ہیں۔ ایک شخص اکثر یہ سُن کر پریشان ہو جاتا ہے کہ ٹیکنیکل اور ٹرینڈ اشخاص میں بھی بےکاری پائی جاتی ہے۔ چند روز ہوئے میں نے اخبارات میں پڑھا کہ پچھلے ایک سال کے دوران میں جو ہندوستانی نوجوان غیر ممالک میں ٹیکنیکل ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد واپس ہندوستان آئے ہیں اُن میں سے ۴۰ فیصدی نوجوانوں کو ابھی تک موزوں ملازمت حاصل نہیں ہوئی۔ ایسے وقت جبکہ وہ تمام ٹیکنیکل کالج جو ہم کھولنا چاہتے ہیں نہیں کھلے اور ملک میں تعمیری کاموں کا زبردست زور ہے۔ اگر صورتِ حالات یہی ہے تو جب تمام ٹیکنیکل کالج کھل جائیں گے۔ اور ہم اپنی تمام بڑی بڑی پراجیکٹوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے تو اس وقت تمام ٹیکنیکل ٹریننگ حاصل کرنے والے نوجوانوں کو ہم ملازمت کیسے دے سکیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ جب ٹیکنیکل تعلیم کی سیاسیات کو ڈرافٹ کرنے پر غور کریں تو انہیں سوال کے اس پہلو کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں وہ تمام سہولتیں موجود نہیں ہیں جن کے ذریعہ بےکاروں کو ملازمت حاصل ہوتی ہے۔ راشٹرپتی نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ موجودہ طریق تعلیم کا سب سے زیادہ تشویشناک پہلو یہ ہے کہ طلباء میں بےچینی کی لہر دوڑ رہی ہے۔ اور کچھ عرصہ سے یہ بےچینی ہڑتالوں ایجی ٹیشنوں اور مظاہروں کی شکل میں ظاہر ہو رہی ہے۔

نئی دہلی ۲۸ر دسمبر۔ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد اپنے پیغام میں نوجوانوں کی بین الاقوامی کانفرنس کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا ہے یہ کانفرنس کل راجگیر میں شروع ہو رہی ہے۔ راشٹرپتی نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ میں راجگیر میں ہونے والی نوجوانوں کی بین الاقوامی کانفرنس کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جس نازک صورتِ حالات کا دنیا کو اس وقت سامنا ہے۔ اس میں اگر کوئی روشنی کی کرن ہے تو صرف نوجوان ہی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ مجھے امید ہے کہ وہ راجگیر میں اپنی فلاح و بہبود سے متعلقہ مسائل پر اس حقیقت کے مدنظر غور کریں گے کہ وہ دنیا کی امید کی علامت ہیں۔ اور کہ ان کی بہتری ہی درحقیقت آنے والی نسلوں کی بہتری ہے۔ کانفرنس میں شرکت کے لئے تمام ممالک سے آنے والے ڈیلیگیٹوں کا میں خیر مقدم کرتا ہوں اور میں اُن کی اس مجلس مذاکرہ کی کامیابی کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔

نیو یارک ۲۸ر دسمبر۔ نیو یارک ٹائمز نے ایک ایڈیٹوریل میں لکھا ہے کہ ہندوستان اور چین کے سرحدی جھگڑے کے سلسلہ میں پنڈت نہرو نے اپنی پالیسی اس یقین پر قائم کر رکھی ہے۔ کہ چین اور ہند کے درمیان جنگ ایک احمقانہ حرکت ہوگی۔ اس جنگ سے دونوں ممالک کا ناقابلِ تلافی نقصان ہوگا، اور یہ جنگ طویل عرصہ تک جاری رہے گی۔ اگر چین بھی اس طریقے سے سوچتا تو شاید سرحدی جھگڑے معمولی سرحدی تنازعوں تک ہی محدود رہتے اور کوئی بڑی گڑبڑ نہ ہوتی۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ پیکن اس معاملہ کو [illegible] بالکل دوسرے زاویہ نگاہ سے دیکھتا ہے۔ ساری تاریخ بتاتی ہے کہ ڈکٹیٹروں نے ہمیشہ اس خیال سے جنگ شروع کی کہ وہ اسے نہایت آسانی سے جیت لیں گے ہو سکتا ہے کہ چین بھی اس قسم کے نتیجہ پر پہنچا ہو۔ ہندوستان کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ موجودہ جھگڑوں میں صرف سرحدی جھگڑا نہیں ہے بلکہ اس کی وسعتیں بہت دراز ہیں۔ ہندوستانی سرحدوں پر چینی فوجوں کی موجودگی ہندوستان کی قومی ہستی کے لئے خطرہ ہے۔ اس چیلنج کا جواب ان معنوں میں ہی سوچا جانا چاہیئے اگر ہندوستان اس وہم میں مبتلا رہا کہ چین ہندوستان میں مزید پیش قدمی نہیں کرے گا۔ تو اُسے پچھتانا پڑے گا۔ ایک طے شدہ پروگرام کے تحت اپنے پاؤں پسار رہا ہے۔ اس کی کوششوں کو ابھی سے روکنے کی ضرورت ہے۔

نئی دہلی ۲۸ر دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب پر دیش کا معاملہ یہاں ۳۰ر دسمبر کو ہونے والی آل انڈیا کانگرس ورکنگ کمیٹی میں اُٹھایا جا رہا ہے لیکن ورکنگ کمیٹی اس پر تفصیلاً بحث نہیں کرے گی۔ اور یہ معاملہ کانگرس پارلیمنٹری بورڈ کو سونپ دیا جائے گا۔ ایک واقفکار سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کانگرس ہائی کمانڈ کی طرف سے پنجاب کے معاملہ کے ہیڈ کے طور پر اب شری حافظ محمد ابراہیم نامزد کئے گئے ہیں۔ پنجاب کے مسائل پہلے مولانا آزاد کے سپرد تھے۔

چندہ جلسہ سالانہ کی طرف احباب جماعت فوری توجہ کریں

جلسہ سالانہ کی ضروریات کو بروقت پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ اس چندہ کی سو فیصدی ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہو جانی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں جلسہ سے قبل متعدد بار عہدہ داران مال اور احباب جماعت کو بذریعہ اخبار "بدر" و سائیکلوسٹائل تحریک کر کے توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود ابھی تک بعض جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ چندہ جلسہ سالانہ کی رقوم باقی ہیں۔

ہمارا جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بخیر و خوبی ختم ہو چکا ہے اور جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے اس میں شامل ہونے کی توفیق بخشی انہوں نے اس کی برکات سے حصہ پایا جلسہ سالانہ کے اخراجات تو بہرحال ایسے ہوتے ہیں جنہیں کسی صورت بھی روکا نہیں جا سکتا۔ اس لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان نے دیگر امانتوں سے قرضہ حاصل کر کے اس خرچ کو پورا کیا ہے۔ جس کی واپسی جلد از جلد کی جانی ضروری ہے۔

لہذا جملہ ایسے عہدہ داران و احباب جماعت جن کے ذمہ تاحال چندہ جلسہ سالانہ کی رقوم بقایا ہیں کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ وہ بلا مزید تاخیر اس چندہ کی بقایا رقوم کو ادا کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان